گاڈز کنگڈم منسٹریز

قیامت کا مقصد

مصنف: ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم: پادری ڈاکٹر فیاض انور

قیامت کا مقصد

مُصَنِّف

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مُتَرجِم

پادری ڈاکٹر فیاض انور

ایم۔اے (اردو۔تاریخ) ایم۔ایڈ،

ایم۔فل، ڈی۔ڈی، ڈاکٹر آف منسٹری

ناشرین: وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

جملہ حقوق بحق ناشرین محفوظ ہیں

ناشرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پادری ڈاکٹر فیاض انور

معاونین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر زینت ناز، پادری نیامت ہنجرا

پروف ریڈنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پادری محبوب ناز، پادری مالک الماس

نظرثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پروفیسر شاہد صدیق گل، روبن جان

دُعاگو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پادری لطیف مسیح، غزالہ روبی

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پادری ڈاکٹر فیاض انور

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ہزار

بار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اول

نومبر ۲۰۲۱ء

پتا: مریم صدیقہ ٹاؤن چن دا قلعہ، گوجرانوالہ

رابطہ: 03007499529,03462448983

انتساب

سکاٹش مشنری مس کیتھرین وارڈلا نیکول کے نام،
جو پاکستانی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کے لیے
گراں قدر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

مترجم

فہرست مضامین

اظہار خیال ڈاکٹر لعزر پال زندگی اور موت کے راز

صفحہ

باب ۱ قیامت کیا ہے ؟

یسوع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا نمونہ ____ ۶

مختلف مراتب کی دو کہانیں ____ ۸

مادے اور رُوح کے بارے یونانی اور عبرانی نظریات ____ ۱۱

قیامت پر حاصل ہونے والے وعدے ____ ۱۵

وہ لوگ جو مکمل طور پر قیامت کا انکار کرتے ہیں ____ ۱۷

کیا قیامت پہلے ہی ہو چکی ہے؟ ____ ۲۰

باب ۲ پہلی اور دُوسری قیامت

دُوسری (عمومی) قیامت ____ ۲۵

دُوسری قیامت میں راست باز اور گناہ گار ____ ۲۶

مسیحیوں کی عدالت کیسے ہو گی؟ ____ ۲۸

راست بازوں کی قیامت ____ ۳۱

مصنف کے بارے میں ____ ۳۴

زندگی اور موت کے راز

مسیح کا مصلوب ہونا، مرنا اور مُردوں میں سے زندہ ہونا مسیحیت کا ایک انوکھا دعویٰ اور زندگی دینے کا عظیم وعدہ ہے۔ اِس دعویٰ اور وعدے کے بغیر انسان کہیں بھی سکون اور کامل تسلی نہیں پا سکتے۔ زندگی اور موت کی حقیقت اُسی وقت انسان پر عیاں ہوتی ہے، جب وہ زندگی میں زندگی کے راز کو جانے اور زندگی میں موت کے سفر اور موت کی راہ سے مکمل طور پر آگاہ ہو۔

یہ کتاب زندگی اور موت کے دونوں اہم رازوں کو ہم پر عیاں کرتی ہے۔ اِس کتاب کی وساطت سے اِن دونوں موضوعات کے متعلق سے بہت سے راز آپ پر منکشف ہوں گے۔ اِن دعووں کے دلائل اتنے مضبوط اور واضح ہیں کہ عام انسان بھی اِن کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

زندگی اور موت پر اختیار رکھنے والے یسوع مسیح کی ذات اقدس اِن رازوں سے پردہ اُٹھاتی ہے، اُس نے خود انسانی زندگی میں داخل ہو کر اور موت کی راہ سے گزر کر اور موت پر فتح حاصل کر کے ہمیں خوف سے آزاد کرایا۔

زیرِ مطالعہ کتاب آپ کو زندگی اور موت کے درمیان فرق کے ساتھ ساتھ، جسم، جان اور رُوح کے فرق کو بھی واضح کر کے بتائے گی کہ اِن کا سفر کیسا ہے اور ہر ایک کی حیثیت اور اہمیت کیا ہے۔ اِس کتاب میں فانی جسم کے ناپائیدار زندگی سے موت میں داخل ہونے اور موت کے بعد غیر فانی زندگی میں داخل ہونے کے راز پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے جو کہ قاری کو صرف زندگی اور موت کے متعلق معلومات فراہم نہیں کرتا، بلکہ قاری کو عملی زندگی کی طرف بھی راغب کرتا ہے۔

اِس کتاب کی اہمیت اور قدر و منزلت کا انداز اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مصنف نے اپنے دعویٰ کو دُرست ثابت کرنے کے لیے عہدِ عتیق اور عہدِ جدید سے دلائل دیے ہیں۔ چاروں اناجیل، کرنتھیوں اور مکاشفہ کی کتاب سے جو دلائل دیے گئے ہیں وہ نہایت اہم اور قابلِ اعتبار ہیں۔ یہ تمام دلائل قاری کو اپنے اصلی موضوع سے بھٹکنے نہیں دیتے۔

میری تمام قارئین سے درخواست ہے کہ اِس کتاب کو دل چسپی سے پڑھیں اور اِس میں بیان کیے گئے رازوں سے مستفید ہوں۔ اگر ممکن ہو تو اِس کتاب کا مطالعہ صبح کی نشست میں کریں جب ہر طرف خاموشی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر فیاض انور نے اِس کتاب کے ترجمہ کو اپنے ماحول میں ڈھال کر ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ قابلِ تعریف و تحسین ہے۔ اُن کی تمام ادبی کاوشیں ہمارے لیے قابلِ فخر ہیں۔

ڈاکٹر لعزر پال

ممبر ترجمہ کمیٹی برائے پنجابی بائبل

پاکستان بائبل سوسائٹی / کاتھولک بائبل کمیشن

۱۸ اکتوبر ۲۰۲۱ء

باب ۱

قیامت کیا ہے ؟

صحائف مجموعی طور پر یسوع پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ابتدا سے انتہا تک تمام نسل انسانی کی اُمید یسوع پر، اُس کے کام اور اُس کی خدمت پر منحصر ہے۔ پس یہ بات مسلمہ ہے کہ عہد عتیق اور عہد جدید میں قیامت کے تصور کو یسوع کے جی اُٹھنے کے طور پر سمجھا اور بیان کیا جانا چاہیے۔کوئی قیامت کے بارے میں کچھ بھی کہے، جہاں پر بھی کوئی مُردوں میں سے جی اُٹھا، یسوع کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا اُس کے لیے ایک حقیقی نمونہ ہے۔اگرچہ دُوسرے تمام نمونہ جات مددگار ہو سکتے ہیں، لیکن وہ محدود ہیں کیوں کہ جو لوگ مُردوں میں سے جی اُٹھے بعد میں وہ پھر بہ طور بشر مر گئے۔

یسوع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا نمونہ

سب سے پہلا اور اہم نمونہ یسوع کا قبر میں سے جی اٹھنا ہے۔شاگرد اُسے دیکھنے کے لیے قبر پر آئے، لیکن وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا۔اُس کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور آسمان پر جانا یا صعود فرمانا ایک جیسا نہیں تھا۔ یہ ایک جسمانی اور حقیقی واقعہ تھا، جیسا فرشتہ نے کہا، ''کیوں کہ اپنے کہنے کے مطابق جی اُٹھا ہے۔'' (متی ۶:۲۸) دُوسرے لفظوں میں، جب یسوع نے اِس سے پیشتر قیامت کی بات کی تو اُس کا مطلب اِس اصطلاح کے ظاہری معنی سمجھانا تھا نہ کہ ''روحانی'' اگرچہ کچھ لوگ اِس کے معنی روحانی طور پر لیتے تھے۔

سوال محض یہ ہے کہ ''مُردے کس جسم میں جی اُٹھتے ہیں؟'' (۱- کرنتھیوں ۳۵:۱۵) ''جی اُٹھا بدن رُوحانی ہے یا جسمانی ؟'' اِس کا جواب یہ ہے کہ: دونوں۔یسوع کا ایک آسمانی باپ اور ایک زمینی ماں تھی، اور جی اُٹھا بدن اُس رشتے کا نقطہ عروج تھا۔وہ اپنی مرضی سے رُوحانی قلمرو (آسمان) یا زمینی عمل داری میں داخل ہو سکتا تھا۔اُس کے باپ نے اُسے دونوں اقالیم (سلطنتوں) میں اختیار بخشا، اِسی لیے اُس نے متی ۱۸:۲۸ میں کہا،

''آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔''

جی اُٹھنے کے بعد وہ جسمانی بدن بھی رکھتا تھا جہاں اُس کے شاگرد اُسے چھو اور صلیب پر لگے اُس کے زخموں کو دیکھ سکتے تھے (یوحنا ۲۰:۲۷)۔ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانا بھی کھا سکتا تھا (یوحنا ۲۱:۱۳؛ لوقا ۲۴:۴۳)۔ اور وہ رُوح کی طرح اچانک غائب بھی ہو سکتا تھا (لوقا ۲۴:۳۱)۔ سوال یہ ہے کہ یسوع محض رُوح تھا یا وہ جسمانی خصوصیات بھی رکھتا تھا، اِس کا جواب لوقا ۲۴:۳۶۔۴۳ میں بیان کیا گیا ہے:

''وہ (شاگرد) یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ یسوع آپ اُن کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور اُن سے کہا تمہاری سلامتی ہو۔ مگر اُنہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی رُوح کو دیکھتے ہیں۔ اُس نے اُن سے کہا تم کیوں گھبراتے ہو؟ اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں؟ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیوں کہ رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور یہ کہہ کر اُس نے اُنہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے اُن کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اُس نے اُن سے کہا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اُنہوں نے اُسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اُس نے لے کر اُن کے روبرو کھایا۔''

یسوع نے اپنے طریقے سے اُن پر ثابت کیا کہ وہ رُوح نہیں ہے اور اُس کا ''گوشت اور ہڈی'' ہے۔ اُس نے اپنے شاگردوں کو اپنے زخموں کے نشان دکھائے، جو کسی رُوح کے نہیں ہو سکتے۔ پھر اُس نے کھانے کے لیے کچھ مانگا۔ ایک رُوح کھانا نہیں کھا سکتی۔

زیادہ تر مفسرین اِس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یسوع نے خون کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ اُس نے صرف ''گوشت اور ہڈی'' کے بارے میں بات کی۔ اگرچہ یقیناً یہ حقیقت ہے، اور سب سے بڑی سچائی یہ ہے کہ وہ جسمانی بدن کے ساتھ اُٹھایا گیا اور اکثر اِس بات کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ پھر بھی درج بالا پیرا میں لوقا کا منتہائے نظر یہی ہے، کیوں کہ یہ بنیادی حقیقت تھی جسے یسوع اُس وقت اپنے شاگردوں پر ظاہر کر رہا تھا۔

یہ نہیں کہا گیا کہ یسوع اپنے بدن کے ساتھ فقط مادی دُنیا تک محدود تھا۔ اُس وقت کی سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اگرچہ وہ جسمانی بدن میں تھا مگر پھر بھی وہ آزادی کے ساتھ رُوحانی دائرہ اثر (آسمان) میں جا سکتا تھا۔ وہ فقط رُوحانی دائرہ اثر تک محدود نہیں تھا، اور نہ ہی اُس کی حدود محض دُنیا تک تھیں۔ وہ دونوں میں آزادی کے

ساتھ جا سکتا تھا، کیوں کہ وہ پہلے ہی یہ بات کہہ چکا تھا کہ آسمان اور زمین کا کل اختیار اُسے دیا گیا ہے یعنی رُوحانی اور جسمانی اقالیم۔

یسوع نے یوحنا ۴: ۲۴ میں سامری عورت سے کہا،

''خُدا رُوح ہے اور ضرور ہے کہ اُس کے پرستار رُوح اور سچائی سے پرستش کریں۔''

دُوسرے لفظوں میں، باپ نے عام طور پر اپنے آپ کو رُوحانی قلمرو تک محدود رکھا۔ اِسی طرح انسان مادی دُنیا تک محدود ہے۔ لیکن یسوع درمیانی ہے، وہ آسمان اور زمین کے درمیان پل ہے۔ اِس سے بڑھ کر وہ ہماری قیامت کا نمونہ اور مثال ہے، اور اُسی کے وسیلے سے ہم اپنی حتمی منزل کو جان سکتے ہیں کہ وہ کیا ہے۔ ہم اُس کی مانند بن رہے ہیں کیوں کہ وہ ہمارا پیش خیمہ ہے۔

یسوع رُوحانی اور جسمانی دُنیا تک محدود نہیں ہے۔ وہ اِن دونوں اقالیم میں اختیار رکھتا ہے۔ اور اگرچہ ہم جی اُٹھے بدن کے بارے میں بہت زیادہ معلومات نہیں رکھتے، لیکن بائبل اِس کے بارے میں واضح کرتی ہے، کیوں کہ اُس کے جی اُٹھے بدن کی نوعیت ہمارے جی اُٹھے بدن کے لیے نمونہ بن گئی۔

مختلف مراتب کی دو کہانتیں

حزقی ایل چوالیسویں (۴۴) باب کی پیشین گوئی کے مطابق زمین اور آسمان کے دوہرے اختیار سے انسان اُس وقت لطف اندوز ہوگا جب وہ مُردوں میں سے جی اُٹھے گا۔ اِس باب میں ہم دیکھتے ہیں کہ پہلی قیامت (غالب آنے والے) کے بعد زمین پر ''کاہنوں'' کی دو اقسام ہوں گی: ''بت پرست کاہن'' جو ''بیرونی صحن'' میں خدمت کریں گے، اور ''بنی صدوق'' جن کو اندرونی صحن میں خُدا کی خدمت کے ساتھ ساتھ بیرونی صحن (بدن) میں بھی خدمت کرنے کا اختیار ہوگا۔

ہمیں حزقی ایل ۴۴: ۱۰-۱۴ میں بتایا گیا ہے کہ ''بت پرست کاہن'' لوگوں کی خدمت کے لیے ''بیرونی صحن'' تک محدود ہوں گے۔

''اور بنی لاوی جو مجھ سے دُور ہو گئے جب اسرائیل گمراہ ہوا کیوں کہ وہ اپنے بتوں کی پیروی کر کے مجھ سے گمراہ ہوئے۔ وہ بھی اپنی بدکرداری کی سزا پائیں گے۔ تو بھی وہ میرے مقدس میں خادم ہوں گے اور میرے گھر کے پھاٹکوں پر نگہبانی کریں گے اور میرے گھر میں خدمت گذاری کریں گے۔ وہ لوگوں کے لیے سوختنی قربانی اور

ذبیحہ ذبح کریں گے اور اُن کے سامنے اُن کی خدمت کے لیے کھڑے رہیں گے۔ چوں کہ اُنہوں نے اُن کے لیے بتوں کی خدمت کی اور بنی اسرائیل کے لیے بدکرداری میں ٹھوکر کا باعث ہوئے اِس لیے میں نے اُن پر ہاتھ چلایا اور وہ اپنی بدکرداری کی سزا پائیں گے خُداوند خُدا فرماتا ہے۔ اور وہ میرے نزدیک نہ آسکیں گے کہ میرے حضور کہانت کریں۔ نہ وہ میری مقدس چیزوں کے پاس آئیں گے یعنی پاکترین چیزوں کے پاس بلکہ وہ اپنی رسوائی اُٹھائیں گے اور اپنے گھنونے کاموں کی جو اُنہوں نے کیے ہیں سزا پائیں گے۔''

اگرچہ حزقی ایل ہمیں زمینی ہیکل کی تعمیر کے وقت کے بارے میں بات کرتا دکھائی دیتا ہے جہاں قربانیاں دی جاتیں تھیں، مگر ہمیں ضرور اِسے نئے عہدنامہ کے تناظر میں سمجھنا چاہیے۔ خُدا مادی ہیکل میں لاوی کاہنوں کے ذریعے عہدِعتیق کی قربانیوں کا نظام واپس لانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ یسوع پہلے ہی گناہ کے لیے مکمل اور حتمی قربانی دے چکا ہے۔ (عبرانیوں ۷:۲۷)

حزقی ایل ہمیں بتاتا ہے کہ اِس ''ہیکل'' میں بت پرست کاہنوں کو اجازت ہوگی کہ وہ ''بیرونی صحن'' میں ہیکل اور لوگوں کی خدمت کریں۔ کچھ لوگ سوچ سکتے ہیں کہ بت پرست غیر ایماندار ہوتے ہیں اِس لیے خُدا اُن کو ہیکل میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ خُدا اُن کو اجازت دیتا ہے کہ وہ ہیکل کے بیرونی صحن میں اُس کے لوگوں کی خدمت کریں۔ اُس کی ہیکل اِس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یہ بت پرستانہ دل کے ساتھ ایمان دار ہیں۔ اُن کی ترجیحات غلط ہیں۔ شاید اُن کی پیسے سے محبت نے اُنہیں مجبور کیا کہ وہ اپنی کلیسیا سے دھوکہ دہی سے پیسے حاصل کرنے کے لیے اِلٰہی شریعت کو مسترد کر دیں جو اُن کے خلاف تھی۔ شاید وہ کلیسیا کو خُدا سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور چرچ میں اپنی رکنیت اور حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے خُدا کے ساتھ تعلق کو قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

ایک ایمان دار کے دل کو بتوں سے بچانے کے بہت سے طریقے ہیں۔ وہ مسیحی ہیں، لیکن وہ ملک صدق کی ترتیب میں خُدا کے منتخب شدہ نہیں ہیں۔ کلام مقدس یہاں پر اُن دو گروہوں میں واضح فرق کرتا ہے۔

اِن بت پرست لاویوں کو بیرونی صحن میں جسمانی بدن میں لوگوں کی خدمت کرنے کی اجازت ہے۔ ایک لحاظ سے ہم خُدا کا مقدس ہیں۔ مقدس کا ایک بیرونی صحن (جسم)، ایک پاک مقام (جان) اور ایک پاک ترین مقام (رُوح) تھا۔ حزقی ایل ہمیں بتاتا ہے کہ اُن جسمانی بگڑے ہوئے مسیحیوں کو اجازت ہوگی کہ وہ اُس دن خُدا کے لیے کام کریں، لیکن وہ صرف جسمانی بدن تک محدود ہوں گے۔ وہ پہلی قیامت کے مستحق نہیں ہوں

گے، اور نہ ہی اُن کو اُس وقت خُدا کے رُوح کی بھرپوری سے نوازا جائے گا۔ بعدازاں ہم دیکھیں گے کہ اُن کو ہزار سال کے اختتام پر دُوسری اور عام قیامت کا انتظار کرنا پڑے گا (مکاشفہ ۲۰)۔تب ہی وہ جی اُٹھیں گے یا اُن کو وہ جلالی اور رُوحانی بدن دیا جائے گا جیسا یسوع کا اپنے جی اُٹھنے پر تھا۔

حزقی ایل ہمیں دُوسرے کاہنوں کے بارے میں بھی بتاتا ہے، ''بنی صدوق'' (ملک صدق کا سلسلہ) جسے اندرونی صحن (رُوحانی دائرہ اثر؛ آسمان) میں خُدا کی خدمت کے ساتھ ساتھ بیرونی احاطہ (جسمانی بدن میں دنیاوی دائرہ اثر) میں بھی لوگوں کی خدمت کی اجازت ہوگی۔حزقی ایل ۴۴ باب میں بیان کیا گیا ہے،

''لیکن لاوی کاہن یعنی بنی صدوق جو میرے مقدس کی حفاظت کرتے تھے جب بنی اسرائیل مجھ سے گمراہ ہو گئے میری خدمت کے لیے میرے نزدیک آئیں گے اور میرے حضور کھڑے رہیں گے تاکہ میرے حضور چربی اور لہو گذرانیں خُداوند خُدا فرماتا ہے۔ وہی میرے مقدس میں داخل ہوں گے اور وہی خدمت کے لیے میری میز کے پاس آئیں گے اور میرے امانت دار ہوں گے۔ اور یوں ہوگا کہ جس وقت وہ اندورنی صحن کے پھاٹکوں سے داخل ہوں گے تو کتانی پوشاک سے ملبس ہوں گے اور جب تک اندرونی صحن کے پھاٹکوں کے درمیان اور مسکن میں خدمت کریں گے کوئی اُونی چیز نہ پہنیں گے۔ وہ اپنے سروں پر کتانی عمامے اور کمروں پر کتانی پاجامے پہنیں گے اور جو کچھ پسینے کا باعث ہو اُسے اپنی کمر پر نہ باندھیں۔ اور جب بیرونی صحن میں یعنی عوام کے بیرونی صحن میں نکل آئیں تو اپنی خدمت کی پوشاک اُتار کر مقدس حجروں میں رکھیں گے اور دُوسری پوشاک پہنیں گے تاکہ اپنے لباس سے عوام کی تقدیس نہ کریں۔'' (حزقی ایل ۴۴: ۱۵-۱۹)

حزقی ایل ہمیں بتا رہا ہے کہ ''بنی صدوق'' کو خُدا کے اندورنی مقام مقدس (جو کہ رُوحانی دائرہ اثر کو ظاہر کرتا ہے) اور اِسی طرح بیرونی صحن (دُنیاوی دائرہ اثر) میں آنے جانے کا اختیار ہے۔ بالفاظ دیگر، وہ اُسی مسح اور بلاہٹ میں آگے بڑھیں گے جو یسوع اپنے جی اُٹھنے کے بعد رکھتا تھا۔ اُنہیں رُوحانی اور دُنیاوی دونوں جہانوں میں اختیار حاصل ہوگا۔

پس جب وہ رُوحانی دائرہ اثر میں خُدا کی خدمت کرتے ہیں تو وہ اپنے کتان کے ''لباس'' کو پہن لیتے ہیں، لیکن جب وہ مادی دُنیا میں آتے ہیں تو وہ اپنے ''اُونی لباس'' (جسمانی بدن) کو پہنتے ہیں۔ دراصل، جب یسوع اچانک اپنے شاگردوں کو اُس بند کمرے میں نظر آیا، تو اُس نے محض اپنا ''اُونی لباس پہنا ہوا تھا۔'' اُون جانوروں سے حاصل کی جاتی ہے؛ کتان پودوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اُونی لباس میں اُس نے اپنے

شاگردوں کو اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے ،اور اُس نے اُن کی موجودگی میں مچھلی کھائی۔ جب اُس نے ''بیرونی صحن'' میں ''اُونی لباس'' میں اپنے شاگردوں کی خدمت کرنا مکمل کرلیا، تو اُس نے اپنا کتانی لباس (رُوحانی بدن) پہن لیا اور آسمان کے مقامِ مقدس میں قدم رکھا لیا اور اُن کی آنکھوں کے سامنے غائب ہوگیا۔

پہلی قیامت میں وہ ''غالب آنے والے'' جو مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے ملک صدق کے کہانتی سلسلہ میں یسوع کے ماتحت ہوں گے، جو اِس سلسلہ کا سردار کاہن ہے(مکاشفہ ۲۰:۶؛عبرانیوں ۷:۱۷)۔ وہ دونوں دائرہ اثر یعنی آسمان اور زمین میں خُدا اور انسان کی خدمت کریں گے، تاہم، اِس کے برعکس وہ ''بت پرست'' کاہن جن کے دل بت پرستی کی طرف مائل ہیں پہلی قیامت میں جی اُٹھنے کے اہل نہیں ہوں گے۔ اُن کے توبہ کرنے کے بعد، خُدا انہیں اجازت دے گا کہ وہ زمین پر لوگوں کی خدمت کریں، لیکن وہ جسمانی حدود میں رہتے ہوئے اگلے ہزار سال میں یہ کریں گے۔

جیسا ہم اپنے اگلے باب میں وضاحت کے ساتھ دیکھیں گے، وہ مسیحی جو پہلی قیامت میں نہیں جی اُٹھیں گے وہ ہزار سال کے بعد دُوسری قیامت میں جی اُٹھیں گے۔ دریں اثنا، اِس ہزار سال کے دوران، خُدا اُنہیں تمام قوموں کو خُدا کے کلام کی تعلیم کے کام کو شروع کرنے کے لیے محدود طریقے سے استعمال کرے گا۔ (یسعیاہ ۲:۲،۳)

مادے اور رُوح کے بارے میں یونانی اور عبرانی نظریات

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ پہلی قیامت محض وہ زندگی ہے جو ایک مسیحی کو اُس وقت ملتی ہے جب وہ ایمان سے راست باز ٹھہرایا جاتا ہے۔ اِس نظریہ کی تائید کے لیے وہ کلام مقدس کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں جو ہمیں ''ہر روز مرنے'' اور نئی زندگی میں پروان چڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ نظریہ رُوحانیت کی تائید میں مُردوں کے جسمانی طور پر جی اُٹھنے کے انکار کی کوشش کرتا ہے۔ یہ صدوقیوں کا نظریہ تھا جنہوں نے قیامت کو یکسر طور پر ردّ کردیا۔(متی ۲۲:۲۳؛اعمال ۴:۱،۲)

اِس نظریہ کا ایک نتیجہ ظاہر کرتا ہے کہ پہلی قیامت رُوحانی ہے، لیکن دُوسری قیامت جسمانی ہے۔ اصل میں یہ نظریہ مردوں کی قیامت کا انکار نہیں کرتا، لیکن یہ نظریہ اِس بات کو نہیں سمجھتا کہ دو جسمانی قیامتیں ہیں جو ابھی

تک مستقبل میں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب مکمل تصویر ظاہر ہوگی جیسا اِس کتاب میں ظاہر کیا گیا ہے، تو یہ عیاں ہوگا کہ مذکورہ بالا رُوحانی تصورات میں سے کوئی بھی دُرست نہیں ہے۔ انفرادی طور پر یقیناً ہم ''ہر روز مرتے'' اور مسیح میں جی اُٹھتے ہیں۔ لیکن یہ صرف جی اُٹھنے کا ایک نمونہ اور سایہ ہے۔ ایمان سے ہمارا راست باز ٹھہرایا جانا اپنے آپ میں قیامت نہیں ہے۔

جی اُٹھنے کو رُوحانی بنانے کی جڑیں یونانی نظریہ اور جسمانی قیامت کے تصور کی جڑیں عبرانی نظریہ کی مرہون منت ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ اگر ہم ابتدا میں واپس جائیں اور اِن نظریات کی بنیادوں کا مطالعہ کریں تو ہم معاملہ کی حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں۔

زمین کی تخلیق سے پہلے خُدا اپنی خودمختارانہ طاقت سے کامل کائنات پر حکومت کرتا تھا۔ کیوں کہ خُدا رُوح ہے (یوحنا ۴:۲۴)، شاید ایک وقت تھا جب مادی کائنات کا وجود نہیں تھا، کم از کم یہ اپنی اِس موجودہ شکل میں تو نہیں تھی جیسے آج ہم دیکھتے ہیں۔ اُس رُوحانی منصوبہ میں خُدا ہی سب کچھ تھا، اُس نے سب چیزوں کو بنایا اور اِس رُوحانی منصوبہ میں اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ پھر اُس نے کچھ نیا کیا۔ اُس نے مادی کائنات کو بنانے کا فیصلہ کیا، اپنی طاقت کو مادی درجہ میں ظاہر کرنے کے لیے خاص طور پر اُس نے زمین کو خلق کیا۔ اور تخلیق میں ہم اِسے جانتے ہیں۔ اُس نے اِسے عدم سے نہیں بنایا؛ اُس نے اُسے اپنے آپ سے بنایا۔ کائنات مادی طور پر اُس کا اظہار اور مظہر بن گئی۔ اور یہ بہ ظاہر ''زمین اور آسمان'' تھے۔

جسمانی معاملہ کوئی ایسی چیز نہیں تھا جو رُوح کے خلاف تھا۔ اِس کا مطلب رُوح کو اضافی درجے میں ظاہر کرنا تھا جو پہلے سے آسمان میں تھی۔ یہ اُن ہی رُوحانی قوانین کے تحت چلتا جو رُوحانی دائرہ اثر میں حکومت کرتے تھے، سوائے اِس کے کہ قوانین جسمانی حدود کے مطابق ڈھال کر لاگو کیے جائیں۔ اِسی طرح انسان کو بہ طور ایک اخلاقی مخلوق تخلیق کرنے میں، وہ ہی رُوحانی قوانین انسان کے وجود کے دائرہ اثر میں لاگو کیے گئے۔ خدا کے تمام قوانین رُوحانی ہیں (رومیوں ۷:۱۴) لیکن شاید جیسے خُدا مناسب سمجھتا وہ اُن کو دُوسری مساحتوں میں ڈھال لیتا۔

اگرچہ انسان کو ایک جسمانی ہستی بنایا گیا، لیکن اُسے ایک رُوحانی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ انسان جسمانی صورت میں واقعی رُوح کا ایک حقیقی اظہار ہے۔ بالفاظ دیگر، مادہ رُوحانی ہے۔ یہ یسوع کے جی اُٹھے بدن سے ثابت شدہ ہے جو رُوحانی ہونے کے ساتھ ساتھ جسمانی بھی تھا۔ رُوحانی بدن کوئی متضاد چیز

نہیں۔ یہ ایک بدن ہے جیسے اِسے اصل میں بنایا گیا تھا۔ تمام تخلیق شدہ مادے کا یہی مقصد ہے اور جب خُدا سب کو معمور کرے گا تو یہ اپنی اصلی حالت میں آجائے گا (افسیوں ۱:۲۳)۔ ہم بھی اپنے بدلے ہوئے یا جی اُٹھے بدن کے ساتھ رُوحانی حالت کو ظاہر کریں گے جب ہم ''خُدا کی ساری معموری سے معمور ہو جائیں گے'' (افسیوں ۳:۱۹)

مادہ کو بُرائی نہیں بنایا گیا تھا۔ خُدا نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور پھر کہا ''کہ بہت اچھا ہے'' (پیدائش ۱:۳۱)۔ اِس طرح خُدا تخلیقات کو دیکھتا ہے، جو دُنیا کے لیے خُدا کے منصوبے کی بنیاد قائم کرتی ہیں۔ کوئی بھی نظریہ جو اِس بنیاد سے متصادم ہے اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ مادہ موروثی طور پر بُرائی ہے، وہ یونانی نظریہ کے تناظر میں تعلیم دے رہا ہے نہ کہ بائبلی نظریہ کے مطابق جو کہ عبرانی نظریہ ہے۔ بدقسمتی سے، جب ابتدائی کلیسیا ایذا رسانی کی وجہ سے یونانی فلسفہ اور ثقافت والے علاقوں میں تتر بتر ہو گئی، تو کلیسیا کو تخلیق کے عبرانی نظریہ کو بھولنے میں بہت زیادہ وقت نہ لگا۔ اِس نے کلیسیا کے بہت سے عقائد کو متاثر کیا اور آج ہم بھی اِس سے مبرا نہیں۔

یونانی فلسفی یہ تعلیم دیتے تھے کہ رُوح اچھی اور مادہ بُرائی ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی سکھایا کہ بدن ''رُوحانی جان'' کے لیے ایک قید خانہ ہے، اور اِس جسمانی بدن کی بُرائی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ بدن کو مار دیا جائے، تاکہ رُوحانی جان آزاد ہو سکے۔ مادہ کے اِس تضحیک آمیز نظریہ کی وجہ سے کچھ لوگوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ مسیح جو خُدا کا کلام (Logos) ہے کبھی بھی بدن میں نہیں آسکتا، کیوں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک پاک خُدا بُرے مادے کے ساتھ ربط کرے اور اُس سے بے داغ رہے؟

چناں چہ یوحنا نے اپنی انجیل کے پہلے حصہ میں اور دوبارہ اپنے خطوط میں اِس نظریہ کے بارے میں بات کی۔ اُس نے خاص طور پر کہا، ''اور کلام مجسم ہوا'' (یوحنا ۱:۱۴) اور کوئی بھی شخص جو یسوع کے مسیح ہونے اور بدن میں آنے کا انکار کرتا ہے وہ ''خُدا کی طرف سے نہیں'' (۱۔یوحنا ۴:۳)، کیوں کہ یہی ''مخالف مسیح'' کی رُوح ہے۔

بالفاظ دیگر، رُوح اور مادے کا یہی نظریہ عبرانی اور یونانی مذاہب میں بنیادی مسئلہ ہے اور یہی اِن دونوں کے درمیان تضاد کی وجہ ہے۔ کسی کا بھی تخلیق کی ابتدا کا نظریہ بالآخر اُس کے اختتام کے نظریہ اور تخلیق کے لیے خُدا کے مقصد اور خُدا کے منصوبہ میں تاریخ کے مقصد کو متاثر کرے گا۔ زمین کی موجودگی کا ایک الگ مقصد ہے۔

اگرچہ گناہ نے تخلیق پر حملہ کیا لیکن گناہ مادے کا دائمی حصہ نہیں ہے، یہ ایک عارضی حالت ہے، جسے یسوع کے کام نے ختم کر دیا۔ تاریخ کا مقصد تمام گناہ اور موت کو ختم کرنا (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۶) اور اُسے خُدا کے ساتھ

بدلنا ہے، جب تک آخرکار خُدا ہی ''سب میں سب کچھ'' نہیں ہو جاتا (۱- کرنتھیوں ۱۵:۲۸)۔

زمین کو تباہ ہونے اور مکمل طور پر آگ سے جلنے کے لیے نہیں بنایا گیا، جیسا کہ کچھ لوگ تعلیم دیتے ہیں۔ اِسے خُدا کے جلال سے معمور ہونے کے لیے بنایا گیا ہے، جس نے اپنے آپ کو آگ سے ظاہر کیا، جیسے اسرائیلیوں نے بیابان میں دیکھا (استثنا ۴:۱۲)۔ زمین کو الٰہی حضوری کی اِسی آگ سے پاک اور صاف ہونے کے لیے بنایا گیا۔ کیوں؟ کیوں کہ خُدا ہمیشہ سے تخلیق کے لیے ایک مقصد رکھتا ہے، اور جب تک وہ اپنے مقصد میں پورا نہیں ہوتا وہ اُس سے نہیں ہٹے گا۔ خُدا کبھی بھی ناکام نہیں ہوتا اور نہ ہی اُس کا کوئی منصوبہ ناکام ہوتا ہے۔

خُدا کا ہمیشہ یہ مقصد رہا ہے کہ وہ مادی تخلیق میں اپنے آپ کو ظاہر کرے، تاکہ وہ نہ صرف رُوحانی دائرہ اثر (آسمان) میں جلال کو حاصل کرے بلکہ مادی دائرہ اثر میں بھی۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ اُس کی بادشاہی زمین پر آئے اور اُس کی مرضی ''جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو'' (متی ۶:۱۰)۔ اِس مقصد کی گونج یہ ہے کہ خُدا اپنے آپ کو انسان میں ظاہر کرے، جو زمین کی خاک سے بنایا گیا تھا اور جس کا نام آدم (مٹی) تھا۔ انسان خود زمین کا عالم صغیر ہے یعنی ایک چھوٹی سی زمین۔ یہ خُدا کا مقصد ہے کہ وہ اپنے آپ کو عمومی طور پر زمین اور خصوصی طور پر انسان میں ظاہر کرے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی رُوح ''ہر فردِ بشر'' پر نازل کرنا چاہتا ہے (یوایل ۲:۲۸)۔ یہ زمین پر مادہ میں خُدا کے ظہور کا آغاز ہے۔ مُردوں کی قیامت کا حتمی مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا بدن تیار کیا جائے جو خُدا کے رُوح کی مکمل سکونت کے لیے موزوں ہو۔

اگر ہم اِس نکتہ نظر سے آگے بڑھتے ہیں کہ تمام چیزیں ''بہت اچھی'' بنائی گئیں، اور گناہ اور موت نے تخلیق کو برباد کر دیا، تو اِس طرح ہم سچائی کی ایک موزوں بنیاد رکھ کر خُدا کے مکمل منصوبہ کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ منصوبہ تمام چیزوں کو بحال کرتا ہے نہ کہ برباد۔ یہ منصوبہ تمام چیزوں کے لیے ہے کہ اُن کو مسیح کی حکمرانی میں رکھا جائے، نہ کہ پسپاہ ہو کر زیادہ تر مخلوقات کو ابلیس کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائے۔ اِس منصوبہ کا مقصد یہ ہے کہ مُردوں کو کامل اور بحال شدہ بدنوں (یسوع مسیح کا جی اُٹھنے کا نمونہ) میں زندہ کیا جائے، نہ کہ جسمانی بدنوں کو چھوڑ کر خالصاً رُوحانی بدن میں آسمان میں رہنا ہے۔

یونانی یہ تعلیم دیتے تھے کہ زمین آسمان کا تختۂ جست (Springboard) ہے، اور عبرانی یہ تعلیم دیتے تھے آسمان زمین کا تختۂ جست ہے۔ دُوسرے لفظوں میں، مقصد یہ نہیں تھا کہ مادہ کو چھوڑ کر رُوحانی حالت میں آسمان پر جایا جائے، بلکہ خُدا نے اِس لیے مادہ کو تخلیق کیا تاکہ وہ اِس درجہ پر فطری دُنیا پر اپنے آپ کو ظاہر

کرے۔ چناں چہ آسمان زمین پر آرہا ہے جسے آسمان کی بادشاہی کہا گیا، ''اور اُن کو ہمارے خُدا کے لیے ایک بادشاہی اور کاہن بنادیا اور وہ زمین پر بادشاہی کرتے ہیں۔'' (مکاشفہ ۵:۱۰)

لیکن آئیں ہم اپنے موضوع کی طرف واپس جاتے ہیں اور اُن سے بات کرتے ہیں جو قیامت کو رُوحانی بناتے ہیں خواہ اِس میں مسیحی بننا یا مرنے کے وقت آسمان پر جانا شامل ہو۔ اگر چہ یقیناً قیامت کے تصور کا ایک رُوحانی اطلاق ہے اور ہمیں ضرور اِس کی نئی وضاحت نہیں کرنی چاہیے۔ مسیح پر ایمان لانے کے وسیلہ ہم زندگی کے وارث ہوتے ہیں، لیکن یہ اپنی ذات میں قیامت نہیں ہے؛ یہ آج ہماری زندگیوں میں قیامت کے اصول کا محض ایک رُوحانی اطلاق ہے۔ پولس رسول نے بپتسمہ کے بارے میں موت سے زندگی کے تجربہ کی علامتی اصطلاح میں بات کی (رومیوں ۶:۴)، لیکن اِس بات نے پولس رسول کو مستقبل میں یسوع کے جی اُٹھنے کے نمونہ پر جسمانی قیامت پر بات کرنے سے نہ روکا (۱۔کرنتھیوں ۱۵؛ ۲۔تیمتھیس ۲:۱۸) یہ بات ایک واضح ثبوت ہے اِس لیے ہم اِس پر اور زیادہ وقت صرف نہیں کریں گے۔

قیامت پر حاصل ہونے والے وعدے

ہم یہاں مُردوں کی حالت کے بارے میں بحث نہیں کرنا چاہتے، چاہے وہ آسمان میں ہوں، زمین میں یا برزخ (Limbo) میں۔ ہم نے اِس مسئلہ پر اپنی کتاب ''اِلٰہی شریعت کی عدالت'' میں وضاحت سے بات کی ہے۔ جہاں تک قیامت کے عقیدے کا تعلق ہے، اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ وہ کہاں ہیں، شعور میں ہیں یا نہیں، جہاں تک ہم سمجھتے ہیں وہ ابھی تک اُس حالت میں نہیں پہنچے جس کے لیے اصل میں اُن کو تخلیق کیا گیا۔ مثال کے طور پر، اگر وہ زمین میں سو رہے ہیں جیسا کہ کچھ لوگ ایمان رکھتے ہیں، تو اُن کو اجر حاصل کرنے کے لیے ضرور ہی نئے رُوحانی بدن میں جی اُٹھنا پڑے گا۔ اور اگر دُوسری طرف وہ مرنے کے بعد رُوحانی حالت میں آسمان پر ''خُداوند کے پاس'' جاتے ہیں، جیسا کچھ دُوسرے لوگ ایمان رکھتے ہیں، تو پھر بھی اُنہیں زمین اور آسمان پر اپنے وراثتی اختیار کو حاصل کرنے کے لیے رُوحانی بدن میں زمین پر واپس آنا ہوگا۔

ہمیں ضرور محتاط رہنا چاہیے کہ کسی بھی طرح ہم ایسا کہنے سے کہ راستباز مُردے اپنی حتمی حالت حاصل کر چکے ہیں جی اُٹھنے کے عقیدہ بیخ کنی نہ کریں۔ اِس طرح کا خیال جی اُٹھنے کو ایک برکت کی بجائے مراجعت بنا دیتا ہے۔ یہ بات ہمارے ذہنوں میں واضح ہونی چاہیے کہ کسی بھی شخص کو ابتدا سے وعدہ کی گئی مکمل بابرکت حالت کو

حاصل کرنے کے لیے لازماً، رُوحانی بدن کے ساتھ ساتھ جسمانی بدن میں بھی خُدا کی حضوری کو مکمل طور پر ظاہر کرنے کی قابلیت ہونی چاہیے۔

عبرانیوں ۱۱:۱۳، ۳۹ اور ۴۰ میں جی اُٹھنے کی اِس ضرورت کو ظاہر کیا گیا ہے، جہاں ہمیں اُن لوگوں کے بارے میں یاد دلایا گیا ہے جو اگلے زمانوں میں ایمان کی حالت میں جیئے اور مرے۔ ہم اُن کے بارے میں پڑھتے ہیں:

''یہ سب ایمان کی حالت میں مرے اور وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں۔۔۔۔اور اگرچہ ان سب کے حق میں ایمان کے سبب سے اچھی گواہی دی گئی تو بھی اُنہیں وعدہ کی ہوئی چیز نہ ملی۔ اِس لیے کہ خُدا نے پیش بینی کر کے ہمارے لیے کوئی بہتر چیز تجویز کی تھی تا کہ وہ ہمارے بغیر کامل نہ کیے جائیں۔''

یہاں سمجھنے کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ چاہے وہ اپنی موت کے وقت آسمان پر گئے یا نہیں، مگر وہ کامل نہیں ہوئے تھے۔ حقیقی وعدہ جس میں تخلیق کے پورے مقصد کو شامل کیا گیا، یہ ہے کہ انسان رُوحانی بدن سے خُدا کے جلال کو ظاہر کرے جیسا ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ یہ آسمان میں محض رُوحانی وجود سے نہیں کیا جا سکتا۔ اِس کے لیے اُسی طرح کے بدن کی ضرورت ہے جو یسوع کا اُس کے جی اُٹھنے کے بعد تھا۔

یقیناً، بہت سے لوگ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ عہدِ عتیق کے وہ راستباز اُس وقت تک مُردے رہے جب تک یسوع اُن کو آسمان پر نہ لے گیا، اور اُس وقت انہوں نے کاملیت کا وعدہ حاصل کیا۔ یہ بات ہماری بحث کا حصہ نہیں کہ آیا وہ یسوع کے ساتھ آسمان پر گئے، لیکن اگر ایسے ہے تو ہمیں ضرور اِس بات پر قائم رہنا چاہیے کہ اُنہوں نے ابھی تک وعدے کو حاصل نہیں کیا۔ ابھی تک بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو انہوں نے حاصل کرنی ہیں۔ دراصل انہیں ضرور ہمارا انتظار کرنا پڑے گا۔ وہ ہمارے بغیر وعدہ کے وارث نہیں ہو سکتے۔ مکاشفہ ۲۲:۱۲ میں لکھا ہے،

''دیکھ میں جلد آنے والا ہوں اور ہر ایک کے کام کے موافق دینے کے لیے اَجر میرے پاس ہے۔''

یہ یسعیاہ ۴۰:۱۰ کا حوالہ ہے جہاں لکھا ہوا ہے:

''دیکھو خُداوند خُدا بڑی قدرت کے ساتھ آئے گا اور اُس کا بازو اُس کے لیے سلطنت کرے گا۔ دیکھو اُس کا صلہ اُس کے ساتھ ہے اور اُس کا اجر اُس کے سامنے!''

اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ مرنے والوں کی حالت کیا ہے، اور نہ اِس سے کچھ فرق پڑتا ہے کہ عہدِ عتیق کے

راست باز صعودِ مسیح کے وقت آسمان پر گئے یا نہیں لیکن ایک چیز واضح ہے: ''وہ ہمارے بغیر کامل نہیں ہو سکتے''۔ یہ کاملیت ضرور اُس دن کا انتظار کرے گی جب مکمل بدن کو پیدا ہونے کا موقع ملے گا اور یہ قیامت پر ہو گا۔ خُدا یہ کام مکمل کرے گا۔ انسان تھوڑا تھوڑا کامل نہیں ہو گا ، بلکہ ایک ہی وقت میں موت کے وقت۔

دُوسری طرف ہم اُن لوگوں سے پہلے وعدے کو حاصل نہیں کریں گے جو ماضی میں انتقال کر گئے۔ پولس رسول ا۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۵ میں کہتا ہے،

''چناں چہ ہم تم سے خُداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خُداوند کے آنے (یونانی ''parousia'') تک باقی رہیں گے سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے۔''

بالفاظ دیگر، ہم اُن کی موجودگی کے بغیر کامل نہیں ہوں گے۔ یہی قیامت کا مقصد ہے۔ یہ مُردوں کو زندہ کر کے زندوں کے ساتھ کھڑا کرنا ہے تاکہ سب ایک ہی وقت وعدہ کو حاصل کر سکیں۔

بیابان میں موسیٰ کے ماتحت اسرائیل کی کہانی میں اِس کی بڑی اچھی وضاحت کی گئی ہے۔ یشوع اور کالب دریائے یردن کو پار کر کے وعدہ کی سرزمین میں داخل ہونا چاہتے تھے، چوں کہ دُوسروں میں ایمان کا فقدان تھا اِس لیے اُن سب کو چالیس سال تک روک دیا گیا۔ یہاں تک کہ کالب اور یشوع بھی خود سے وعدہ کو حاصل نہ کر سکے۔ انہیں اُس نسل کا انتظار کرنا پڑا جو وعدہ کو حاصل کرنے والی تھی۔ پھر اُنہوں نے مل کر دریائے یردن کو پار کیا۔

اِسی طرح کلیسیا بھی پِنتیکُست سے چالیس یوبلیوں کے لیے ''بیابان'' میں ہے۔ کیوں کہ یہ ایک بہت بڑی تکمیل ہے، اِس میں یہ لمبا عرصہ شامل ہے اور اِس زمانے کے کالب اور یشوع کو مرنا پڑے گا۔ تاہم وعدہ یہ ہے کہ وہ وعدہ میں جانے کے لیے یردن کو پار کرنے کے لیے زندہ ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ غالب آنے والوں کو ضرور پہلے مُردوں میں سے زندہ کیا جائے گا۔ کیوں کہ اُن سے بھی وہی وعدہ کیا گیا جیسا کالب اور یشوع سے کیا گیا تھا۔ اُنہیں آخری وقت میں غالب آنے والوں کے ساتھ اُس وعدہ کو حاصل کرنے کے لیے ضرور مُردوں میں سے زندہ کیا جائے گا۔

وہ لوگ جو مکمل طور پر قیامت کا انکار کرتے ہیں

آج کل کا ایک انتہائی رُوحانی نظریہ یسوع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے ممکنہ استثنیٰ کے ساتھ جسمانی طور پر

کسی کے بھی جی اُٹھنے کا انکار کرتا ہے۔اُن کا ایمان ہے کہ آدمی مرنے کے بعد آسمان پر چلے جاتے ہیں، جہاں وہ کلام مقدس کا عظیم وعدہ حاصل کریں گے اور وہاں وہ خوشی کی اُس عظیم کیفیت کو حاصل کریں گے جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں۔ یہ نظریہ جی اُٹھنے کی ضرورت کو مکمل طور پر ختم کر دیتا ہے،اُن کا کہنا ہے کہ بنی نوع انسان کا مقصد اپنے جسمانی بدن کو مکمل طور پر رُوحانی وجود میں لے جانا ہے۔اور جسمانی بدن میں واپس آنا مراجعت ہو گا۔

ایسا ہی نظریہ یسوع کے زمانے میں صدوقی بھی رکھتے تھے۔متی ۲۲:۲۳ میں لکھا ہے،

''اُسی دن صدوقی جو کہتے ہیں کہ قیامت نہیں ہوگی اُس کے پاس آئے اور اُس سے یہ سوال کیا کہ۔۔۔۔۔۔''

یہ آیت مرقس ۱۲:۱۸ اور لوقا ۱۲:۲۷ میں دہرائی گئی ہے۔صدوقی ملحد نہیں تھے جو یہ ایمان رکھتے تھے کہ موت کسی کے بھی وجود کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتی ہے۔وہ ایک مذہبی جماعت تھی جو رُوح کے بارے میں یونانی نظریہ کے قائل تھے اور ایمان رکھتے تھے کہ مُردے مرنے کے بعد آسمان پر چلے جاتے ہیں۔اُن کے خیال میں اِس بات نے قیامت کی ضرورت کو ختم کر دیا۔

پولس رسول نے ۱-کرنتھیوں ۱۵ باب میں اِس مسئلہ پر بات کرنا ضروری سمجھا، جہاں اُس نے اِس سوال کے لیے پورا باب وقف کر دیا۔ پولس اپنی تبدیلی سے پہلے ایک فریسی تھا،اِس لیے لازمی ہے کہ اُس نے اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں صدوقیوں سے اِس مسئلہ پر بحث کی ہوگی۔کسی نہ کسی طرح کرنتھس کی کلیسیا اِس نظریہ سے واقف ہوگئی،اور پولس نے محسوس کیا کہ یہ تعلیمات مسیحیت کی بنیادوں کے لیے خطرہ ہے۔سب سے پہلے اُس نے لوگوں کو یاد دہانی کرائی کہ یسوع جسمانی طور پر مُردوں میں سے جی اُٹھا اور بہت سے گواہوں نے اِسے ثابت کیا۔پھر وہ بارہویں آیت میں کہتا ہے،

''پس جب مسیح کی یہ منادی کی جاتی ہے کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا تو تم میں سے بعض کس طرح کہتے ہیں کہ مُردوں کی قیامت ہے ہی نہیں؟ اگر مُردوں کی قیامت نہیں تو مسیح بھی نہیں جی اُٹھا۔اور اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ۔ بلکہ ہم خُدا کے جھوٹے گواہ ٹھہرے کیوں کہ ہم نے خُدا کی بابت یہ گواہی دی کہ اُس نے مسیح کو جلا دیا حالاں کہ نہیں جلایا اگر بالفرض مردے نہیں جی اُٹھتے۔اور اگر مُردے نہیں جی اُٹھتے تو مسیح بھی نہیں جی اُٹھا۔اور اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے تم اب

تک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو۔ بلکہ جو مسیح میں سو گئے ہیں وہ بھی ہلاک ہوئے۔ اگر ہم صرف اِسی زندگی میں مسیح میں اُمید رکھتے ہیں تو سب آدمیوں سے زیادہ بدنصیب ہیں۔'' (۱۔کرنتھیوں۱۵:۱۵۔۱۹)

پولس یہ واضح کرتا ہے کہ یسوع کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ہمارے لیے ایک نمونہ ہے۔ ہمارے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی واحد وجہ یہ ہے کیوں کہ مسیح بہ طور بیٹا مُردوں میں سے جی اُٹھا۔

پولس کی دلیل صدوقیوں کے اِس عقیدہ کے موروثی تضاد کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر قیامت نہیں ہے، اور آدمی مرنے کے بعد آسمان پر چلے جاتے ہیں تو پھر یسوع بھی مُردوں میں سے نہیں جی اُٹھا۔ اگر یسوع مُردوں میں سے نہیں جی اُٹھا، تو پھر ہم ابھی تک اپنے گناہوں میں ہیں، کیوں کہ وہ ''ہم کو راست باز ٹھہرانے کے لیے جلایا گیا۔'' (رومیوں۴:۲۵) پس خُدا کے وعدہ کو حاصل کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اگر یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ اور اگر وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو یہ ہمارے جی اُٹھنے کا نمونہ ہے۔ اور یہی پولس کی منطق تھی۔

آج کل بہت سے مسیحی صدوقیوں کی طرح نہیں جو مُردوں کی قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ تاہم اِس کے باوجود کچھ علما ایسے ہیں جو مسیحی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن وہ جی اُٹھنے کا انکار کرتے ہیں۔ صدوقیوں کی طرح وہ ''بدن کی مخلصی'' کی اہمیت کا ادراک نہیں رکھتے (رومیوں۸:۲۳)۔ پولس اِسے ''لے پالک'' ہونا اور مسیحیوں کے لیے عظیم ''اُمید'' کہتا ہے (رومیوں۸:۲۴)۔ ''اُمید'' کے بغیر موت خاتمہ ہے، اور ہم اُن لوگوں میں سے ہیں جن پر ترس کھایا گیا ہے۔

یقیناً، جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں، زیادہ تر مسیحی اِس عقیدے کے قائل نہیں۔ تاہم اُس نظریہ کی جڑیں ابھی بھی موجود ہیں جب لوگ پہلی قیامت کو رُوحانی تصور کرتے ہیں۔ یہ ایمان کے ذریعے راست باز ٹھہرنے کی اصطلاح میں قیامت کی نئی وضاحت سے پورا ہوا۔ ایک دفعہ اِسے رُوحانی تصور کرنے کے بعد یہ بہت آسان ہو جاتا ہے کہ مُردوں کی جسمانی قیامت کا مکمل انکار کر دیا جائے۔

کلامِ مقدس ہمیں بتاتا ہے کہ ایمان کے ذریعے ہم موت سے زندگی میں داخل ہوئے۔ تاہم ''قیامت'' کے لیے استعمال ہونے والا یونانی لفظ (anastasis) کبھی بھی اِس عمل کے لیے استعمال نہیں ہوا جس سے کوئی مسیحی ہوتا ہے۔ ہر ایک حوالہ واضح طور پر ظاہری قیامت کی بات کرتا ہے، جہاں وہ لوگ جو مرے زندہ ہو کر

زمین پر کھڑے ہوں گے۔ایوب واضح طور پر اپنے ایمان کا اظہار کرتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ اگر چہ اُس کا بدن کیڑے برباد کر دیں گے پھر بھی، ''میں اپنے اِس جسم میں سے خُدا کو دیکھوں گا''(ایوب ۱۹:۲۶)۔

دانی ایل بھی جی اُٹھنے کو واضح انداز میں خاک میں سے جسمانی طور پر موت کی نیند سے جاگنے کی اصطلاح میں بیان کرتا ہے۔دانی ایل ۱۲:۲ میں لکھا ہے:

''اور جو خاک میں سو رہے ہیں اُن میں سے بہتیرے جاگ اُٹھیں گے۔بعض حیات ابدی کے لیے اور بعض رسوائی اور ذلت ابدی کے لیے۔''

"And many of the sleepers in the dusty ground shall awake--these shall be to age-abiding life, but those to reproach and age-abiding abhorrence."

(Rotherham's The Emphasized Bible)

دراصل یسوع یوحنا ۵:۲۸،۲۹ میں دانی ایل کا اقتباس کر رہا تھا۔ایسا کرنے سے وہ دانی ایل کے خیال کی تصدیق کرتا ہے۔وہ کہتا ہے،

''اس سے تعجب نہ کرو کیوں کہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سن کر نکلیں گے۔جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے۔''

چونکہ رُوحیں زمین سے زندہ نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ قبروں سے جی اُٹھتی ہیں، اِس لیے ہم کلام مقدس کے واضح بیانات کو مسخ کر کے اِسے رُوحانی تصور نہیں کر سکتے۔

کیا قیامت پہلے ہی ہو چکی ہے؟

پولس رسول نے اپنے زمانے کے بعض اُستادوں کو ملامت کی جو یہ تعلیم دے رہے تھے کہ قیامت ہو چکی ہے۔ ۲۔تیمتھیس ۲:۱۷،۱۸ میں وہ کہتا ہے،

''اور اُن کا کلام آکلہ کی طرح کھاتا چلا جائے گا۔ہمنیس اور فلتیس اُن ہی میں سے ہیں۔وہ یہ کہ کر کہ قیامت ہو چکی ہے حق سے گمراہ ہو گئے ہیں اور بعض کا ایمان بگاڑتے ہیں۔''

وہ آدمی کیا تعلیم دے رہے تھے؟ اُن کی تعلیمات پولس سے کیسے مختلف تھیں؟ پہلا سوال جس کا ہمیں ضرور

جواب دینا چاہیے: پولس کس قیامت کی بات کر رہا تھا؟

اگر ہمنیس اور فلیتس نے تعلیم دی کہ یسوع کی قیامت پہلے ہی ہو چکی ہے تو پولس اُن سے اتفاق کر سکتا تھا۔ یہ بات واضح ہے۔ اِس لیے مسئلہ یہ نہیں تھا کہ ہمنیس اور فلیتس یہ تعلیم دے رہے تھے کہ یسوع پہلے سے ہی مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ لازماً وہ اِس کے برعکس کہہ رہے تھے۔

یہ خیال بھی پایا جاتا تھا کہ مُردوں کی عمومی قیامت نہیں ہوئی۔ بالآخر جب یہ ہوگی تو تمام مُردے بڑے اور چھوٹے خُدا کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ چونکہ ہمنیس اور فلیتس خود ابھی تک خُدا کے سامنے کھڑے نہیں ہوئے تھے اِس لیے یہ بعید القیاس تھا کہ وہ یہ تعلیم دے رہے تھے۔ اگر اُنہوں نے ایسے کیا تو وہ بے عقل نظر آ رہے تھے، اور شاید پولس رسول اِس کا ذکر کرنے کی زحمت نہیں کر رہا تھا، چوں کہ کوئی بھی اُن کی تعلیمات پر یقین نہیں کر سکتا تھا۔ اِس لیے یہ بہت کم امکان تھا کہ وہ صدوقیوں کے عقیدے پر قائم رہے۔ بظاہر انہوں نے قیامت کے بنیادی تصور کا انکار نہ کیا، وہ کہتے تھے کہ آدمی مرنے کے بعد آسمان پر جاتے ہیں۔ پولس کے بیان کے مطابق وہ دونوں اساتذہ قیامت پر یقین رکھتے تھے، بلکہ وہ سکھاتے تھے کہ ایمان داروں کی قیامت پہلے ہی ہو چکی ہے۔ یہاں بہ ظاہر صرف یہ ہی وضاحت ملتی ہے کہ وہ دونوں اساتذہ لوگوں کو سکھا رہے تھے کہ پہلی قیامت ہو چکی ہے۔ اگر ایسے تھا، تو پھر یقیناً اُنہوں نے متی ۲۷: ۵۰-۵۴ میں بیان کی گئی محدود قیامت کے بارے میں سکھایا کہ وہ پہلی قیامت تھی، اور یہ اُس وقت ہوئی جب یسوع صلیب پر تھا۔ اُس حوالہ میں لکھا ہے:

”یسوع نے پھر بڑی آواز سے چلا کر جان دے دی۔ اور مَقدِس کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں۔ اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم اُن مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اُٹھے۔ اور اُس کے جی اُٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دئے۔ پس صوبہ دار اور جو اُس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ڈر کر کہنے لگے کہ بے شک یہ خُدا کا بیٹا ہے۔“

متی وہ واحد شخص ہے جس نے اِس حوالہ کا ذکر کیا ہے۔ اِس واقعہ کی محض کچھ تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ مگر بہت سے سوالوں کو بغیر جواب کے چھوڑ دیا گیا۔ اولاً، جس طرح یہ لکھا گیا ہے یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ یہ واقعہ مصلوب ہونے کے وقت ہوا یا جی اُٹھنے کے وقت۔ متی اِس واقعہ کی نشان دہی یسوع کی موت کے ساتھ کرتا ہے جب پردہ دو حصوں میں پھٹ گیا؛ وہ ایسے بھی کہتا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ”اُس کے جی اُٹھنے“ کے بعد

جی اُٹھے۔

مزید برآں، متی ۲۷:۵۲ میں لکھا ہے کہ اُس کے جی اُٹھنے پر زلزلہ آیا۔ اناجیل کے مصنفین میں متی واحد لکھاری ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ اُس کی موت پر زلزلہ آیا، اور اِسے ہیکل کے پردے کے پھٹنے سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اِس بات کو تصور کرنا مشکل لگتا ہے کہ مُردے یسوع کی موت کے وقت جی اُٹھے۔ یہ بے موقعہ لگتا ہے۔ کوئی سوچ سکتا ہے کہ وہ اُس کے جی اُٹھنے کے وقت جی اُٹھے۔

ایک اور سوال جس کا جواب نہیں دیا گیا کہ آیا وہ لوگ غیر فانی حالت میں جی اُٹھے، یا وہ محض فانی طور پر زندہ ہوئے جیسے لعزر جی اُٹھا۔ لعزر بعد میں مر گیا، اور اُس کی قبر آج جنوبی فرانس میں موجود ہے، جہاں اُس نے بہ طور مشنری بہت سال کام کیا۔

یہ سب بہت مبہم ہے، لیکن ہمیں ضرور اپنے اصلی سوال سے دُور نہیں جانا چاہیے۔ ہم ہمنیس اور فلیتس کی تعلیمات پر بات چیت کر رہے ہیں، بڑی حیرانی کی بات ہوگی اگر انہوں نے قیامت کے بارے میں اپنی تعلیم کے لیے اِس حوالہ کا استعمال کیا ہو کہ وہ پہلے سے ہی ہو چکی ہے۔ بے شک ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے، لیکن مجھے اِس کے علاوہ کوئی دُوسرا امکان نظر نہیں آتا۔

اگر یہ ایسے تھا تو پولس رسول اُن کی تعلیمات کی مخالفت کر رہا تھا، اور ہمیں بتا رہا تھا کہ متی ۲۷:۵۰-۵۴ پہلی قیامت کا بیان نہیں تھا۔ بالفاظ دیگر، مکاشفہ ۲۰:۴-۶ میں بیان کی گئی پہلی قیامت مستقبل میں ہے اور جب پولس نے ہمنیس اور فلیتس کا ذکر کیا وہ ابھی تک مستقبل میں تھی۔

آج کل کچھ ایسے علما بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ پہلی قیامت ۷۰ عیسوی میں یروشلیم کی تباہی کے وقت وقوع پذیر ہوئی۔ یہوداہ کے گواہ کہتے ہیں کہ قیامت ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ جب دُنیا پہلی عالمی جنگ کے دوران ایک عظیم تباہی کا شکار ہوئی۔ جب پہلی عالمی جنگ ختم ہوئی تو مسیح کی آمد کا کوئی ظاہری نشان نظر نہ آیا، اُنہوں نے کہا کہ یہ رُوحانی طور پر پوری ہو چکی ہے، اور وہ ماضی کی غلط پیشین گوئیاں کرنے والوں میں شامل ہو گئے۔

مسئلہ یہ ہے کہ کوئی بھی کسی جی اُٹھے راست باز کی طرف اشارہ کر کے نہیں کہہ سکتا، ''دیکھو، یہ آدمی سینکڑوں سال پہلے مرا اور اب غیر فانی اور لازوال طور پر جیتا ہے۔ آئیں اِسے اپنا صدر منتخب کریں کیوں کہ وہ کلامِ مقدس کے مطابق زمین پر حکمرانی کر سکتا ہے۔

اگر قیامت ماضی میں ہو چکی ہے، تو پھر وہ لوگ کہاں ہیں جو جی اُٹھے تھے؟ وہ لوگ حکمرانی کیوں نہیں کر رہے؟

انہوں نے شیطان کو کیوں نہیں باندھا (مکاشفہ ۲۰:۲)؟ وہ خُدا کی شریعت کے مطابق زمین پر حقیقی انصاف اور راست بازی کو کیوں نہیں قائم کر رہے؟ کیوں بُرے آدمی ابھی تک پنپ رہے ہیں؟

ایک بار پھر، ہم صرف ایک ہی وضاحت حاصل کرتے ہیں کہ وہ ''رُوحانی طور پر جی اُٹھے'' جسے کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔ ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم اِسے ''ایمان کی آنکھ'' سے دیکھیں، کیوں کہ یہ سب پوشیدگی میں ہوا، وہ تمام مقدسین آسمان پر ہیں اور زمین پر حکومت کرنے کا بالکل اختیار نہیں رکھتے۔

یہ تمام نظریات اِس اصطلاح کی نئی وضاحت کرتے ہیں کہ مُردے یسوع کے جی اُٹھے بدن کے نمونہ کی بجائے رُوحانی حالت میں آسمان پر جاتے ہیں، بجائے یسوع کے جی اُٹھے بدن کی طرح۔ جب کبھی لوگ کہتے ہیں کہ قیامت ماضی میں ہو چکی ہے، تو وہ اپنے نظریے کی تائید کے لیے جی اُٹھے مقدسوں کی طرف اشارہ نہیں کر سکتے، کیوں کہ اُنہوں نے قیامت کی نئی وضاحت کی اور قیامت کے بارے میں یونانیوں کا غیر الہامی عقیدہ اپنا لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب مُردے جی اُٹھتے ہیں تو وہ رُوحانی حالت میں چلے جاتے ہیں جو مادے سے الگ ہے۔ یہ تمام نظریات قیامت کے عقیدہ کو مسخ کر دیتے ہیں۔

پس اگر کوئی آدمی یہ تعلیم دیتا ہے کہ قیامت پہلے ہی ہو چکی ہے، چاہیے یہ متی ۲۷ باب، ستر عیسوی یا ۱۹۱۴ء میں ہوئی، یہ محض ہمنیس اور فلیتس کی تعلیمات میں اضافہ ہے۔ محتاط رہیں اور اُن لوگوں میں شامل مت ہوں جن کا ایمان تباہ ہو چکا ہے۔

قیامت کے اِس پس منظر اور تخلیق میں اِس کے مقصد کے ساتھ اب ہم پہلی اور دُوسری قیامت کے درمیان واضح فرق کو ظاہر کرنے کی طرف بڑھیں گے۔

باب۲

پہلی اور دُوسری قیامت

یوحنارسول کلامِ مقدس کا واحد لکھاری ہے جو" پہلی قیامت" کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ یہ مکاشفہ ۲۰:۴۔۶ میں پائی جاتی ہے۔

"۔۔۔۔وہ زندہ ہوکر ہزار برس تک مسیح کے ساتھ بادشاہی کرتے رہے۔اور جب تک یہ ہزار برس پورے نہ ہولیے باقی مُردے زندہ نہ ہوئے۔پہلی قیامت یہی ہے۔مبارک اور مقدس وہ ہے جوپہلی قیامت میں شریک ہو۔ایسوں پر دُوسری موت کا کچھ اختیار نہیں بلکہ وہ خُدا اور مسیح کے کاہن ہوں گےاوراُس کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کریں گے۔"

حقیقت یہ ہے کہ "پہلی" قیامت کا ہونا اِس بات کی دلیل ہے کہ اِس کے بعد ایک دُوسری قیامت بھی ہوگی۔ یوحنا یہ نکتہ پیش کرتا ہے کہ پہلی قیامت، عام قیامت سے ایک ہزار سال پہلے ہوگی، اور اِس کا ذکر وہ بعدازاں اِس باب میں کرتا ہے۔

پانچویں آیت میں وہ خاص طور پرہمیں بتاتا ہے کہ "باقی مُردے" پہلی قیامت کے بعد ہزار سال تک اِسی حالت میں رہیں گے۔وہ "باقی مُردوں" کے بارے میں واضح نہیں کرتا،لیکن وہ یہ صاف صاف بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ جوپہلی قیامت میں جی اُٹھے مسیح پر ایمان رکھنے والے ہیں۔وہ اُنہیں "مبارک اور مقدس" اور "خُدا اور مسیح کے کاہن" کہتا ہےجنہیں ہزار سال کے دوران حکومت کرنے کے بلایا گیا ہے۔

اِس لیے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ پہلی قیامت میں کوئی بھی غیر ایمان دار نہیں اُٹھایا جائے گا۔تاہم، یوحنا ایک بہت ہی اہم سوال کے تعلق سے خاموش ہے: کیا تمام مسیحی پہلی قیامت میں اُٹھائے جائیں گے یا صرف کچھ مخصوص لوگ؟اِس سوال کے جواب کے لیے ہم مختصراً کچھ دُوسرے حوالوں پرغور کریں گے۔

دریں اثنا، یہ بات واضح ہے کہ یوحنارسول یہاں "قیامت" کے بارے میں بات کر رہا ہے۔عبرانی نکتہ نظر سے یہ مُردوں کی جسمانی قیامت کی طرف اشارہ کرتا ہے، نہ کہ کسی کے ایمان سے راست باز ٹھہرنے، آسمان پر جانے یا کچھ دُوسرے رُوحانی تجربہ کے بارے میں۔ یاد رکھیں یوحنارسول خودایک عبرانی تھااوراُس کی تحریریں واضح طور پر اِس عالمی یونانی نظریہ کی مذمت کرتی تھیں جوکلیسیا میں داخل ہو چکا تھا جسے "غناسطیت" کہا

جاتا تھا۔ اِس لیے جب یوحنا قیامتوں کے بارے میں بات کرتا ہے تو کسی کو بھی اُس کے اِس نظریہ کے برعکس خیال کو نہیں اپنانا چاہیے جو اُس نے اپنی دُوسری تحریروں میں سکھایا اور جس پر وہ ایمان رکھتا تھا۔

دُوسری (عمومی) قیامت

مکاشفہ بیسویں (۲۰) باب میں یوحنا اپنے خیال کو جاری رکھتا ہے، اور ہمیں پہلی قیامت کے بارے میں بتاتا ہے جس میں وہ تمام مُردے شامل ہیں جو پہلی قیامت میں نہیں جی اُٹھے تھے۔

''پھر میں نے ایک بڑا اسفید تخت اور اُس کو جو اُس پر بیٹھا تھا دیکھا جس کے سامنے سے زمین اور آسمان بھاگ گئے اور انہیں کہیں جگہ نہ ملی۔ پھر میں نے چھوٹے بڑے سب مُردوں کو اُس تخت کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا اور کتابیں کھولی گئیں۔ پھر ایک اور کتاب کھولی گئے یعنی کتاب حیات اور جس طرح اُن کتابوں میں لکھا ہوا تھا اُن کے اعمال کے مطابق مُردوں کا انصاف کیا گیا۔ اور سمندر نے اپنے اندر کے مُردوں کو دے دیا اور موت اور عالم ارواح نے اپنے اندر کے مُردوں کو دے دیا اور اُن میں سے ہر ایک کے اعمال کے موافق اُس کا انصاف کیا گیا۔ پھر موت اور عالم ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے۔ اور جس کسی کا نام کتاب حیات میں لکھا ہوا نہ ملا وہ آگ کی جھیل میں ڈالا گیا۔'' (مکاشفہ ۲۰: ۱۱۔۱۵)

یہ عظیم قیامت کی واضح تصویر ہے، اُس وقت تمام گناہ گاروں کی عدالت کی جائے گی جو پہلی قیامت میں نہ جی اُٹھے۔ وہاں دو کتابیں بھی موجود ہوں گی: ''کتابیں'' اور ''کتاب حیات''۔ سب کا انصاف ''کتابوں'' میں لکھے ہوئے کے مطابق ہوگا۔

یہ ایک عام غلط فہمی ہے کہ یہ کتابیں انسان کے ہر ایک عمل کا ریکارڈ ہیں۔ کچھ لوگ یہ سکھاتے ہیں کہ خُدا کے پاس اِس دُنیا کے ہر ایک شخص کی ایک ریکارڈ بک ہے۔ تاہم، حقیقتاً یہ ہمیں اصل نکتہ سے دُور لے جاتا ہے۔ یہ شریعت کی کتابیں ہیں، جن سے تمام گناہ کی عدالت کی جائے گی۔ یوحنا ہمیں بتاتا ہے کہ ''گناہ شرع کی مخالفت ہی ہے'' (۱۔ یوحنا ۳: ۴)، پولس اِس میں مزید اضافہ کرتا ہے، ''جہاں شریعت نہیں وہاں عدول حکمی بھی نہیں۔'' (رومیوں ۴: ۱۵)۔ بالفاظ دیگر، خُدا کی شریعت ہی ہے جو گناہ اور راست بازی کی وضاحت کرتی ہے۔ یہ ایک اِلٰہی معیار ہے جس سے آدمیوں کے کاموں کا حساب کیا جاتا ہے۔ شریعت کے بغیر کوئی عمل بھی جرم نہیں۔ پس شریعت ہی وہ پیمانہ ہے جسے خُدا انسان کے گناہ کی عدالت کے لیے استعمال کرتا ہے، یا

جیسا پولس نے کہا، ''کیوں کہ شریعت تو غضب پیدا کرتی ہے۔'' (رومیوں۴:۱۵)

پس اِس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ''کتابیں'' جن سے خُدا آدمیوں کی عدالت کرتا ہے شریعت کی کتابیں ہیں، جن سے آدمیوں کو نیکی اور بدی اور گناہ اور راست بازی کے الٰہی معیار کے مطابق ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ خُدا کو ہر ایک شخص کی ریکارڈ بک کی ضرورت نہیں، کیوں کہ ہر ایک عدالتی کیس میں گواہوں کو گواہی کے لیے بلایا جائے گا۔ (متی۱۲: ۴۱،۴۲)۔ لیکن اُسے راستی سے فیصلہ کرنے کے لیے شریعت کی کتابوں کی ضرورت ہے، ''جہاں شریعت نہیں وہاں عدولِ حکمی بھی نہیں۔'' (رومیوں۴:۱۵)

لیکن اِس عظیم عدالت میں ''کتابِ حیات'' بھی موجود ہے۔ اگر وہاں پر صرف غیر ایمان دار ہی خُدا کے سامنے عدالت کے لیے کھڑے ہیں، تو پھر کتابِ حیات وہاں پر کیوں موجود ہے؟ مزید برآں، یوحنا کے الفاظ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کچھ ایمان دار بھی ضرور ہی اِس عدالت میں خُدا کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ صرف وہی لوگ آگ کی جھیل میں ڈالے جائیں گے جن کے نام کتابِ حیات میں لکھے ہوئے نہیں ملیں گے۔ اِس کا واضح مطلب ہے کہ بہت سے لوگوں کے نام اِس میں لکھے ہوئے ہیں۔

تو پھر کیا یہ ممکن ہے کہ عمومی قیامت میں ایمان دار اور غیر ایمان دار دونوں شامل ہوں گے؟ ہم محض مکاشفہ بیسویں (۲۰) باب سے واضح طور پر اِس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے، لیکن یہ واضح طور پر اِس کے بارے میں بیان کرتا ہے۔ واضح ثبوت کے لیے ہمیں ضرور کچھ دُوسرے حوالوں پر بھی غور کرنا پڑے گا۔

دُوسری قیامت میں راست باز اور گناہ گار

یسوع اور پولس دونوں نے مُردوں کی عام اور دُوسری قیامت کے بارے میں بات کی۔ اِس کے بارے میں دو بہت واضح بیانات ہیں۔ پہلا بیان یوحنا۵: ۲۸ میں یسوع کے الفاظ ہیں۔

''اِس سے تعجب نہ کرو کیوں کہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سن کر نکلیں گے۔ جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی سزا کی قیامت کے واسطے۔''

اِس حوالہ میں ایک قیامت کا ذکر کیا گیا ہے جس میں نیکوں اور بدوں دونوں کو زندہ کیا جائے گا۔ دونوں کو ایک ہی وقت پر زندہ کیا جائے گا، کیوں کہ وہ کہتا ہے، ''وہ وقت آتا ہے'' اگرچہ لفظ ''وقت'' لازماً ساٹھ منٹ کے دورانیہ کو ظاہر نہیں کرتا، یہ ظاہر کرتا ہے کہ نیک اور بد دونوں ایک ہی قیامت میں اُٹھائے جائیں گے۔

دونوں جماعتوں میں فقط یہ فرق ہے کہ نیک ''زندگی'' کے لیے، جبکہ دوسرے ''سزا'' کے لیے جی اُٹھیں گے۔

دراصل، شاید یسوع دانی ایل ۱۲:۲ کا اقتباس کرر ہا تھا جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا۔ اِن بیانات کی مماثلت کو بڑی مشکل سے ردّ کیا جا سکتا ہے۔

ہم اِن حوالہ جات کے بارے میں کچھ بھی کہیں، ایک چیز واضح ہے کہ یہاں نہ ہی یسوع اور نہ ہی دانی ایل پہلی قیامت کا ذکر کر رہے تھے، جس کے بارے میں یوحنا نے کہا کہ اُس میں صرف راست باز شامل کیے جائیں گے۔ وہ صرف عمومی قیامت کا ذکر کر رہے تھے جس میں تمام مُردے کیا چھوٹے کیا بڑے، وہ سب خُدا کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ پس یہ واضح ہے کہ بڑے سفید تخت کے سامنے وہ راست باز ہوں گے جن کے نام کتاب حیات میں لکھے ہوئے ہوں گے، جبکہ غیر ایمان داروں یا بدکاروں کی عدالت کتابوں کے مطابق ہوگی۔

اِس بات کی دوہری گواہی فیلکس کے سامنے پولس رسول کے دفاع میں پائی جاتی ہے، جو اُس وقت یہودیہ کا حاکم تھا۔ اعمال ۲۴:۱۴، ۱۵ میں لکھا ہے،

''لیکن تیرے سامنے یہ اقرار کرتا ہوں کہ جس طریق کو وہ بدعت کہتے ہیں اُسی کے مطابق میں اپنے باپ دادا کے خُدا کی عبادت کرتا ہوں اور جو کچھ توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں لکھا ہے اُس سب پر میرا ایمان ہے۔ اور خُدا سے اُسی بات کی اُمید رکھتا ہوں جس کے وہ خود بھی منتظر ہیں کہ راست بازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہوگی۔''

اِس طرح پولس رسول واضح طور پر ایک ہی قیامت کے بارے میں بات کرتا ہے جس میں ''راست بازوں اور ناراستوں'' دونوں کو زندہ کیا جائے گا۔ یہ پہلی قیامت نہیں ہوسکتی، جس میں صرف ''بابرکت اور پاک'' اُٹھائے جائیں گے۔ یقیناً پولس تمام مُردوں کی عمومی قیامت کی طرف اشارہ کر رہا ہے جس میں چھوٹے بڑے اور راست باز اور بدلوگ شامل ہوں گے، جو پہلی قیامت میں شامل نہ ہوئے۔

پولس یہاں واضح کرتا ہے (جیسے یسوع نے کیا) کہ اِس قیامت میں مسیحی اور غیر مسیحی دونوں شامل ہیں۔ وہ مسیحی جن کے نام کتاب حیات میں پائے گئے، باقیوں کی عدالت کی جائے گی اور اُن کو ''آگ کی جھیل میں پھینک دیا جائے گا۔''

پس یہ واضح ہے کہ پہلی اور دُوسری دونوں قیامتوں میں مسیحی جی اُٹھیں گے۔ وہ لوگ جو پہلی قیامت میں جی اُٹھے مسیح کے ساتھ ہزار سالہ بادشاہی کریں گے، دُوسرے اِس میں شامل نہیں ہوں گے، تاہم وہ بعد میں زندگی (حیات ابدی) حاصل کریں گے۔

لہٰذا، کلام مقدس عمومی طور پر کلیسیا اور غالب آنے والوں کے درمیان فرق کرتا ہے۔

مسیحیوں کی عدالت کیسے ہوگی؟

ایک دفعہ جب ہم اِن دو قیامتوں کے درمیان فرق کو سمجھ لیں تو ہم اِس بات کا تعین کر سکتے ہیں کہ کلامِ مقدس کے دُوسرے حوالوں میں کونسی قیامت کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ یہ حوالہ جات اِن قیامتوں کے بارے میں ہمارے علم میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی ایک حوالہ لوقا ۱۲: ۳۵-۵۰ میں پایا جاتا ہے، جہاں یسوع ایک ''عقل منداور دیانت دار داروغہ'' کے بارے میں بات کرتا ہے، جو اُس کے ''سارے مال پر مختار'' ہوگا۔

اگر اِس عقل مند داروغہ کو حکمران بنایا جاتا ہے، پھر ہم جانتے ہیں کہ یہ پہلی قیامت میں ہوگا، جیسا ہم نے دیکھا، وہ لوگ مسیح کے ساتھ ہزار سالہ دور میں بادشاہی اور حکومت کریں گے۔ عقل مند داروغہ وہ ہے جس نے اچھا نوکر بننا سیکھا، اُس نے گھر کے قوانین اور اپنے مالک کی مرضی کی پاسداری کی۔

فرماں برداری سیکھنے کے بعد، اب وہ اِس اہل ہے کہ حکومت کرے۔ اُس نے سیکھا کہ حکمرانی کرنے کا مطلب نوکر ہونا نہیں ہے، بلکہ اِس کا مطلب خادم بن کر اختیار سے دُوسروں کی خدمت کرنا ہے۔ مرقس ۱۰: ۴۲-۴۵ میں یہ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے،

''مگر یسوع نے اُنہیں پاس بلا کر اُن سے کہا تم جانتے ہو کہ جو غیر قوموں کے سردار سمجھے جاتے ہیں وہ اُن پر حکومت چلاتے ہیں اور اُن کے امیر اُن پر اختیار جتاتے ہیں۔ مگر تم میں ایسا نہیں ہے بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے۔ اور جو تم میں اول ہونا چاہے وہ سب کا غلام بنے۔ کیوں کہ ابن آدم بھی اِس لیے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لیے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔''

یہ حوالہ عقل مند اور دیانت دار نوکر کے بارے میں بیان کرتا ہے جو خُدا کے گھرانے پر حکمران بنایا جائے گا۔

لوقا بارہویں (۱۲) باب میں واپس جاتے ہیں، وہاں یسوع ایک اور قسم کے نوکر کے بارے میں بات کرتا ہے

جو عقل منداور دیانت دار نہیں ہے۔ وہ ایک ایسا نوکر ہے جو اپنے ساتھی نوکروں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔ وہ ایک قدرے ظالم نوکر ہے، جو بڑے سر اور چھوٹے دل کی خصوصیات کا حامل ہے۔ اُس نے عاجزی اور فرماں برداری نہ سیکھی۔ اُسے بھی ''نوکر'' کہا گیا ہے، جس کی وجہ سے ہم اُسے بہ طور ایک مسیحی دیکھتے ہیں، لیکن وہ ایک ایسا نوکر ہے جو خادم کا دل نہیں رکھتا۔ وہ اُن مسیحیوں کی نمائندگی کرتا ہے جو پہلی قیامت میں نہیں ہوں گے۔ ہم لوقا ۱۲: ۴۵، ۴۶ آیات میں پڑھتے ہیں،

''لیکن اگر وہ نوکر اپنے دل میں یہ کہہ کر کہ میرے مالک کے آنے میں دیر ہے غلاموں اور لونڈیوں کو مارنا اور کھا پی کر متوالا ہونا شروع کرے۔ تو اُس نوکر کا مالک ایسے دن کہ وہ اُس کی راہ نہ دیکھتا ہو اور ایسی گھڑی کہ وہ نہ جانتا ہو آموجود ہوگا اور خوب کوڑے لگا کر اُسے بے ایمانوں میں شامل کرے گا۔''

اِس نوکر کو کب اجر دیا جائے گا؟ وہ اپنا اجر ''بے ایمانوں کے ساتھ'' حاصل کرے گا، جو ناراست ہیں۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بے ایمانوں جیسا اجر حاصل کرے گا۔ بلکہ لکھا ہے کہ وہ اپنا اجر ایمان داروں کے ساتھ حاصل کرے۔ دُوسرے لفظوں میں، یہ دُوسری قیامت کو مکمل طور پر واضح کرتا ہے۔

یسوع ہمیں وضاحت کے ساتھ بتاتا ہے کہ اُن بددیانت اور بے سمجھ نوکروں کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

''اور وہ نوکر جس نے اپنے مالک کی مرضی جان لی اور تیاری نہ کی نہ اُس کی مرضی کے موافق عمل کیا بہت مار کھائے گا۔ مگر جس نے نہ جان کر مار کھانے کے کام کیے وہ تھوڑی مار کھائے گا اور جسے بہت دیا گیا اُس سے بہت طلب کیا جائے گا اور جسے بہت سونپا گیا ہے اُس سے زیادہ طلب کریں گے۔'' (لوقا ۱۲: ۴۷۔۴۸)

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حوالہ ناراستوں کی عدالت کے بارے میں بات کرتا ہے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے مسیح کے بارے میں سنا اور اُسے قبول نہ کیا ''جہنم کی گرم تر آگ'' میں ڈالے جائیں گے، جبکہ وہ لوگ جو مسیح کے بارے میں سنے بغیر مر گئے دھیمی آگ سے جلیں گے۔ تاہم یہ حوالہ خُدا کے نوکروں کے بارے میں بات کرتا ہے نہ کہ اُن کے بارے میں جو اُس کے گھرانے سے باہر ہیں۔ یہ حوالہ ایمان داروں کے بارے میں بات کر رہا ہے نہ کہ غیر ایمان داروں کے بارے میں۔

آگ عمومی طور پر شریعت کی عدالت کی علامت ہے۔ دانی ۷: ۱۰ میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ آگ خُدا کے تخت سے جاری ہے۔ تخت شریعت کی علامت ہے، اور جب ایک بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے، تو اُسے شریعت کے مطابق حکمرانی اور فیصلے کرتے دکھایا جاتا ہے۔ یہ خُدا کے تخت سے جاری ہونے والی شریعت کی عدالت ہے، اور یہ

وہی ’’آگ کی جھیل‘‘ ہے جسے یوحنا نے مکاشفہ ۲۰:۱۴،۱۵ میں دیکھا۔

چناں چہ جب یسوع نے کہا ’’میں زمین پر آگ بھڑکانے آیا ہوں۔‘‘ (لوقا ۱۲:۴۹) وہ اُن مسیحیوں پر شریعت کی عدالت کے بارے میں بات کر رہا تھا جو دُوسری قیامت میں جی اُٹھے۔ اِس حوالہ میں قابل اطلاق مخصوص شریعت کو استثنا ۲۵:۱۔۲ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

’’اگر لوگوں میں کسی طرح کا جھگڑا ہو اور وہ عدالت میں آئیں تاکہ قاضی اُن کا انصاف کریں تو وہ صادق کو بے گناہ ٹھہرائیں اور شریر پر فتویٰ دیں۔ اور اگر وہ شریر پٹنے کے لائق نکلے تو قاضی اُسے زمین پر لٹوا کر اپنی آنکھوں کے سامنے اُس کی شرارت کے مطابق اُسے گن گن کر کوڑے لگوائے۔ وہ اُسے چالیس کوڑے لگائے۔ اِس سے زیادہ نہ مارے تا نہ ہو کہ اِس سے زیادہ کوڑے لگانے سے تیرا بھائی تجھ کو حقیر معلوم دینے لگے۔‘‘

یسوع کی بیان کردہ تمثیل کا بددیانت نوکر ایک دن پوری دُنیا کے منصف کے سامنے کھڑا ہو گا، جہاں اِس بات کا تعین کیا جائے گا کہ وہ اپنے ساتھی نوکروں کے ساتھ کیے گئے سلوک کے بدلے میں کس قسم کی عدالت کا مستوجب ہو گا۔ یہ حد ’’چالیس کوڑے‘‘ ہے۔ آیا اِس کا بندوبست ظاہری طور پر کیا جائے گا یا نہیں یہ ایک ضمنی مسئلہ ہے جو اِس مطالعہ کے لیے اہم نہیں ہے۔ لیکن اِلٰہی شریعت یقیناً نافرمان مسیحیوں کی عدالت کرے گی جو پہلی قیامت سے محروم رہے۔

عمومی طور پر یسوع اِس عدالت کو ’’آگ‘‘ کہتا ہے، کیوں کہ تمام عدالت خُدا کی ’’آتشی شریعت‘‘ سے ہوتی ہے۔ (استثنا ۳۳:۲)

پولس اِن تعلیمات سے واقف تھا اِس لیے اُس نے اِس کے بارے میں ۱۔کرنتھیوں ۳:۱۱۔۱۵ میں لکھا۔

’’کیوں کہ سوا اُس نیو کے جو پڑی ہوئی ہے اور وہ یسوع مسیح ہے کوئی شخص دُوسری نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر کوئی اُس نیو پر سونا یا چاندی یا بیش قیمت پتھروں یا لکڑی یا گھاس یا بھوسے کا ردا رکھے۔ تو اُس کا کام ظاہر ہو جائے گا کیوں کہ جو دن آگ کے ساتھ ظاہر ہو گا وہ اُس کام کو بتا دے گا اور وہ آگ خود ہر ایک کا کام آزما لے گی کہ کیسا ہے۔ جس کا کام اُس پر بنا ہوا باقی رہے گا وہ اجر پائے گا۔ اور جس کا کام جل جائے گا وہ نقصان اُٹھائے گا لیکن خود بچ جائے گا مگر جلتے جلتے۔‘‘

یہ حوالہ غیر ایمان داروں کی عدالت کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ اُن ایمان داروں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آتا ہے جنھوں نے یسوع مسیح کو بطور اپنی ’’عمارت‘‘ کی بنیاد رکھا۔ ایک بار جب بنیاد رکھی گئی تو وہ شخص مسیحی

ہے۔ اِس کے بعد پولس رسول مسیحیوں کے کاموں کو اِس اصطلاح میں بیان کرتا ہے جو اِس بنیاد پر تعمیر کیے گئے۔ وہ واضح کرتا ہے کہ وہ مسیحی ہیں اور اُن میں سے کچھ کے کاموں کو خُدا آگ سے پرکھے گا۔ اگر اُن کے کام نا قابل قبول ہوئے تو تب بھی وہ بچ جائیں گے، مگر وہ تکلیف اُٹھائیں گے، کیوں کہ خُدا کی آتشی شریعت تمام گندگی کو جلا دے گی۔

یہ حوالہ بہت دل چسپ ہے، کیوں کہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ دُوسری قیامت میں بھی مسیحی ہوں گے۔ مزید برآں اِن مسیحیوں کی عدالت اُسی شریعت سے کی جائے گی، ''آگ کی جھیل'' غیر ایمان داروں کی عدالت کرے گی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اُن کے کاموں کو آگ کے ذریعے پرکھنے کے بعد اُن کو زندگی دی جائے گی، جبکہ غیر ایمان داروں کو ایک لمبی مشقت کی سزا دی جائے گی جیسی یہ شریعت میں بیان کی گئی ہے۔

راست بازوں کی قیامت

یسوع نے ایک اور تمثیل کہی جو پہلی قیامت کی شرط پر پورا اترنے پر روشنی ڈالتی ہے۔ یہ لوقا ۱۴: ۱۲۔۱۴ میں پائی جاتی ہے۔

''پھر اُس نے اپنے بلانے والے سے بھی یہ کہا کہ جب تو دن کا یا رات کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا دولت مند پڑوسیوں کو نہ بُلا تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی تجھے بلائیں اور تیرا بدلہ ہو جائے۔ بلکہ جب تو ضیافت کرے تو غریبوں لُنجوں لنگڑوں اندھوں کو بلا۔ اور تجھ پر برکت ہو گی کیوں کہ اُن کے پاس تجھے بدلہ دینے کو کچھ نہیں اور تجھے راست بازوں کی قیامت میں بدلہ ملے گا۔''

یسوع یہاں کہہ رہا ہے کہ پہلی قیامت جو کہ ''راست بازوں کی قیامت'' ہے اُس میں شامل ہونے کے لیے کسی کے لیے بھی فضل اور اگاپے محبت کے اصول کو جاننا اور اُس پر عمل کرنا لازم ہے۔ یہ محبت کی اعلیٰ ترین شکل ہے، کیوں کہ یہ خُدا کی محبت ہے۔ یونانی زبان میں محبت کی چار اقسام ہیں، جن میں ہر ایک پختگی میں ترقی کے مخصوص مرحلہ پر لاگو ہوتی ہیں۔

۱۔ ایروس (Eros) جسمانی کشش ہے۔ یہ محبت کی ایک خود غرضانہ قسم ہے جو صرف ذاتی تسکین کے بارے میں سوچتی ہے۔ یہ محبت کی ایک ایسی قسم ہے جو بچوں اور نادان بالغوں میں ہوتی ہے۔ یہ ناپختہ محبت ہے جو ہر چیز کا تقاضا کرتی ہے، اِسے ماں کے جذبات اور حالت کی کوئی پرواہ نہیں اور اِس میں صبر نہیں ہوتا۔

ضروری نہیں یہ محبت بدی ہو کیوں کہ اِس کے اثرات کسی بھی شخص کے ساتھ تعلقات کی ترقی کے پہلے مرحلہ میں پائے جاتے ہیں ۔کسی دُوسرے شخص کی کوئی بھی چیز ہمارے لیے قابل کشش ہو سکتی ہے، چاہے اُس کی رُوحانیت، شکل وصورت یا اُس کا پیسہ ۔بہر حال، یقیناً یہ فطرتاً خود غرضانہ ہے، کیوں کہ اِس میں صرف شخصی ضروریات یا خواہشات کو پورا کیا جاتا ہے۔

۲۔فیلیو (Phileo) برادرانہ محبت یا بہن بھائیوں کے درمیان پائی جانے والی محبت ہے۔ یہ ایک عدالتی محبت ہے۔ یہ زیادہ تر ''انصاف'' سے تعلق رکھتی ہے۔ بہنوں اور بھائیوں کے درمیان زیادہ تر جھگڑوں کا مرکز انصاف کا مسئلہ ہوتا جیسے ہی وہ حقوق، کام اور درجہ کے لیے مقابلہ کرتے ہیں ۔اِس مرحلہ میں والدین اُن کے لیے جائے پناہ کا سبب بنتے ہیں، اور یہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جس میں بچے قانون اور انصاف کی وضاحت کرنا سیکھ رہے ہوتے ہیں ۔اِس محبت کا سب سے اعلیٰ نکتہ وہ ہوتا ہے جب بچے راستی سے فیصلہ کرنا سیکھ جاتے ہیں، لیکن یہ صرف نصفا نصف (۵۰/۵۰) کا تعلق ہے۔

۳۔سٹورگے (Storge) یونانی زبان میں محبت کے لیے یہ لفظ بھی استعمال ہوتا ہے، جو کہ فیلیو کے ارتباط کے سوا ہمیں نئے عہد نامہ میں کہیں بھی نظر نہیں آتا، جس کے معنی ''برادرانہ محبت'' ہیں۔

رومیوں ۱۲:۱۰ میں پولس لفظ ''philostorgos'' استعمال کرتا ہے، جس کا ترجمہ ''پیار'' (KJV:Kindly affectioned) کیا گیا ہے۔ یہ فیلیو محبت کے بہت سے ذیلی ارتباط میں سے ایک ہے۔جیسے philarguria ''پیسے کی محبت''، philagathos ''نیکی کی محبت''، philautos ''اپنی ذات سے محبت''، اور philotheos ''خُدا کی محبت''۔

رومیوں ۱:۳۱ اور ۲۔تیمتھیس ۳:۳ میں سٹورگے منفی حالت میں بہ طور ''astergos'' استعمال ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ ''طبعی محبت سے خالی'' (KJV:without natural affection) کیا گیا ہے۔ پولس یہ اصطلاح اُن لوگوں کو بیان کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے جن کی ''محبت'' غیر فطری ہے خاص طور پر ہم جنس پرستانہ اور بچوں سے جنسی محبت۔

۴۔اگاپے (Agape) غیر مشروط محبت ہے۔ یہ ایک پختہ محبت ہے جس تک صرف کچھ لوگ ہی پہنچ پاتے ہیں، یہ غیر مستحق لوگوں پر فضل کرتی ہے؛ یہ بے لوث اور دینے والی محبت ہے؛ یہ ''حقوق'' کا تقاضا نہیں کرتی۔کسی کے حقوق ہمیشہ دُوسرے کی ضروریات کے ماتحت ہوتے ہیں۔ یہ خُدا کی محبت ہے، اور یہ اُس رُوحانی

بلوغت کی تصویر کشی کرتی ہے جو اُن لوگوں کی خصوصیت ہوگی جو مسیح کے ساتھ بادشاہی میں حکومت کریں گے۔
اِسی طرح یسوع کی تعلیم بے غرضی کے اِسی اصول پر قائم ہے کہ بغیر واپسی کا تقاضا کیے دے دینا۔ برادرانہ محبت میں ہمیشہ بدلے میں محبت کی جاتی ہے، لیکن اگاپے محبت کا صلہ راستبازوں کی قیامت پر دیا جائے گا۔
دراصل وہ لوگ جو مسیح کے ساتھ آنے والے زمانہ میں حکومت کریں گے وہ رُوحانی طور پر بالغ ہوں گے۔ اِس کا مطلب ہے کہ اُن کی زندگیاں اُسی اگاپے محبت کی عکاسی کریں گی جو مسیح نے ظاہر کی۔ ضروری نہیں کہ یہ وہ ''گدلی اگاپے محبت'' ہو جو بہت سے لوگوں کی وجہ سے چرچ میں پروان چڑھی اور نہ ہی یہ بے لگام محبت ہے جو محبت میں کیے گئے اختلاط باہمی سے چشم پوشی کرتی ہے۔
وہ محبت جس کا خُدا اپنی بادشاہی میں لوگوں سے تقاضا کرتا ہے اولاً، وہ مسیح اور اُن الٰہی قوانین سے وفاداری ہے جو اُس نے تمام رشتوں کی حدود اور ترکیب کے لیے عطا کی۔ حکومت کرنے والوں کو اپنے بھائیوں کا غیر جانبداری اور منصفانہ طور پر انصاف کرنے کے لیے قانون کے بارے میں جاننا بہت ضروری ہے۔ تاہم حکومت کرنے والا وہ ہوتا ہے جو خُدا کو خوش کرنے کے لیے اپنے تمام حقوق سے دست بردار ہو جائے یا بہ طور شفاعت کنندہ (خادم) دُوسروں کے گناہ اور ناانصافیوں کو برداشت کرے۔
سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ شخص جو پہلی قیامت کے لیے اہل ہو اُسے لازماً اپنے دل میں کسی بھی قسم کا کینہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اُسے ضرور اُن لوگوں کے گناہوں (معاوضوں) کو دل سے معاف کرنا چاہیے جنھوں نے اُس کے خلاف زیادتی کی۔ یہ یسوع کی بہت سی تمثیلات میں واضح ہے، سب سے زیادہ اہم بات متی ۱۸:۲۱۔۳۵ میں بیان کی گئی ہے۔ وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ خُدا اُن تمام لوگوں کے قرض (گناہوں) کو معاف کردے گا جو اُس کے فضل کے لیے درخواست کریں گے۔ سو ضرور یوبلی کے اصول کو سیکھنا چاہیے جس میں تمام ''قرض'' معاف کردیئے جاتے ہیں، کیوں کہ یہ میراث حاصل کرنے کے لیے خُدا کے وعدے کی کلید ہے۔

مصنف کے بارے میں

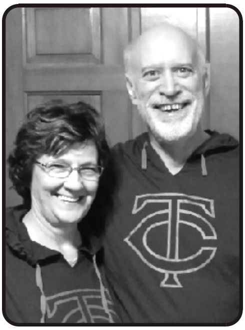

ڈاکٹر اسٹیفن جانز ۲۹ جنوری ۱۹۵۰ء کو امریکہ کی ریاست انڈیانا کے ایک شہر ماریون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد تھامس نے سیمنری کی تربیت مکمل کرنے کے بعد جنوبی مینیسوٹا کے تین چرچز میں پاسبانی خدمات سرانجام دیں۔ تین سال کے بعد، آپ کا خاندان فلپائن میں خدمت کے لیے بہ طور مشنری چلا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں وہ واپس مینیسوٹا آ گئے۔

اسٹیفن نے مینیسوٹا میں ہائی سکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر سینٹ پال بائبل کالج میں دو سال کی تربیت کے لیے چلے گئے، وہاں آپ اپنی بیوی ڈارلا (Darla) سے ملے۔ اِس کے بعد آپ مزید دو سالہ تربیت کے لیے یونی ورسٹی آف مینیسوٹا میں گئے وہاں آپ نے فلسفہ اور لاطینی اور یونانی ادب کا مطالعہ کیا۔

بعدازاں آپ نے اپنی ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں علم الٰہیات میں مینیسوٹا سکول آف تھیالوجی سے حاصل کیں۔

اسٹیفن اور ڈارلا کی شادی ۱۹۷۱ء میں ہوئی۔ اُن کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ آپ کی تمام بیٹیاں شادی شدہ ہیں لیکن بیٹے ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں۔ آپ کے سات پوتے اور پوتیاں اور ایک پر پوتی ہے۔

آپ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء بطور اسسٹنٹ پاسٹر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر

خُدا نے آپ کو بارہ سال کے لیے خدمت میں سے کلام خُدا کے عمیق مطالعہ کے لیے بلا لیا۔ اُس وقت کے دوران آپ نے رُوحانی جنگ اور شفاعت میں گہرا تجربہ حاصل کیا۔ ۱۹۹۳ء تک آپ اس مطالعہ میں محور ہے۔

آپ نے اپنی پہلی تین کتابیں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران لکھیں، لیکن اُن کی زیادہ تر کتابیں ۱۹۹۳ء کے بعد لکھی گئیں۔ ۲۰۰۸ء میں ایک بائبل سکول کا نصاب مرتب کرنے کے لیے بائبل مقدس کی مختلف کتابوں کی تفاسیر کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ ۲۰۲۱ء میں مکمل ہو گیا جب آپ نے یسعیاہ کی کتاب پر ایک تفسیر لکھ لی۔ اب آپ ایک بائبل سکول کو قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں جس میں مبشرین، اساتذہ اور پاسٹرز کی تربیت کی جائے۔

آپ سو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں جو کلام مقدس کے اُس مکاشفہ کے مطابق تعلیم دیتی ہیں جو خُدا نے آپ پر ظاہر کیا۔ آپ کی کچھ کتابیں پندرہ سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ آپ بہت سے ممالک میں خُدا کے کلام کی تعلیم دے چکے ہیں جن میں کینیڈا، ہیٹی، ٹرینیڈیڈ، فلپائن، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ شامل ہیں۔

مترجم کی ترجمہ شُدہ کُتب

۱۔ عورت کوالزام مت دوں
۲۔ روح القدس میں دُعا
۳۔ پاک دامن عورت
۴۔ استحکام
۵۔ اکیسویں صدی میں بچوں کی خدمت کی دوبارہ سے وضاحت
۶۔ ہمارا حیرت انگیز خُدا
۷۔ قوت سے بھریں
۸۔ تفہیم ولادت المسیح
۹۔ آئیوی کی مہم جوئی اور خُدا
۱۰۔ پاورکلبز تربیتی کتابچہ
۱۱۔ بچوں کو دُعا کرنے دیں
۱۲۔ مخلصی اور نجات
۱۳۔ رُوحانی جنگ
۱۴۔ دُعا اور روزہ
۱۵۔ ارشاد اعظم
۱۶۔ مسیحی کردار
۱۷۔ عملی منادی
۱۹۔ تعارف مطالعہ بائبل
۲۰۔ ایک سے چالیس تک بائبلی اعداد کے معانی
۲۱۔ الٰہی محبت اور معافی
۲۲۔ خُدا کو جاننا
۲۳۔ سب چیزوں کی بحالی
۲۴۔ قیامت کا مقصد
۲۵۔ آمدِ ثانی کے قوانین

مترجم کے بارے میں

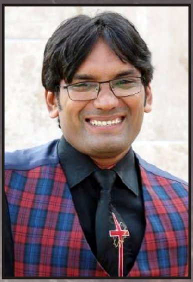

آپ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء کو گوجرانوالہ کے ایک گاؤں آٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول آٹاوہ سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی کے شعبہ الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ (EME) میں بہ طور وہیکل مکینک شمولیت اختیار کی۔ پاکستان آرمی میں رہتے ہوئے اپنی پیشہ ورانہ خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ وہاں رہتے ہوئے آپ نے ایف۔اے، بی۔اے، ایم۔اے (اُردو، تاریخ)، بی۔ایڈ، اور ایم۔ایڈ کی ڈگریاں مکمل کیں۔ جون ۲۰۲۰ء میں آپ نے یونی ورسٹی آف سیالکوٹ سے ایم فل (اُردو) کا آغاز کر دیا۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے اپنی مسیحی تعلیم کے سفر کو بھی جاری رکھا۔ آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول سے انگریزی اور اُردو بائبل کورسز مکمل کیے، گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری (پریسبٹیرین سکول آف ڈسٹنٹ لرننگ) سے ڈپلومہ آف تھیالوجی، فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ سے بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ڈیو، اور ڈاکٹر آف منسٹری کی ڈگریاں مکمل کیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بچوں کی تربیت کا آن لائن کورس (SSCM) امریکہ سے مکمل کیا۔

مارچ ۲۰۲۰ء میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے ایک بائبل کالج نے آپ کو ڈاکٹر آف ڈونٹی کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔ آپ کلائمب انسٹیٹیوٹ پاکستان کے پریزیڈنٹ اور ونِنگ سولز سکول آف تھیالوجی کے پرنسپل کی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں پر پورے پاکستان سے طلبا و طالبات خط و کتابت کے ذریعے بائبل کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے جسمانی تربیت کا سرٹیفکیٹ (PACES) مکمل کیا۔ اِس کے علاوہ آپ نے نسٹ (NUST) یونی ورسٹی سے ملحق الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ کالج اسلام آباد سے ٹینک الضرار (Al-Zarar) کی خصوصی تربیت حاصل کی۔

۲۰۰۵ء میں آرمی کی سروس کے دوران آپ کی زندگی میں ایک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی زندگی خُداوند کو دے دی۔ ۲۰۰۹ء میں آپ کی مخصوصیت بہ طور مبشر پاسٹر کنگ سلے (انگلینڈ) نے کی اور آپ نے اپنے خدمتی سفر کا آغاز کر دیا۔

۱۶ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں آپ کی شادی اپنی خالہ زاد سے ڈسکہ میں ہوئی۔ آپ کی بیوی پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں۔ خُدا نے آپ کو دو خوبصورت بیٹیوں (جینفر فیاض اور جیسیکا فیاض) اور ایک بیٹے ابرہام یشوع سے نوازا ہے۔

۲۰۱۲ء میں آپ نے ونِنگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۵ء میں آپ نے آرمی کی سروس کو خیر باد کہہ کر کل وقتی خدمت کا فیصلہ کیا۔ اب آپ بائبل اور مسیحی لٹریچر کی مفت تقسیم، بائبل سکول، سنڈے سکول، تعلیم بالغاں برائے خواتین، فری میڈیکل کیمپ، مسیحی بچیوں کے لیے سلائی اور پارلر کی تربیت اور یتیم بچوں کے لیے مفت تعلیم جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ دی گڈ شیپرڈ سکول کے پرنسپل ہیں۔ جہاں مسیحی بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کا عمدہ بندوبست کیا جاتا ہے۔ یہاں مسیحی بچوں کو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹھوس بائبلی تعلیم سے بھی لیس کیا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد مسیحی قوم کے بچوں کو رُوحانی اور معاشرتی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور بالغ بنانا ہے۔

ونِنگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مریم صدیقہ ٹاؤن، چنداقلعہ، گوجرانوالہ 0300-7499529, 0346-2448983

Col: 3:23

WINNING SOULS FOR CHRIST MINISTRIES